آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ٭ لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۰ | بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۱ء | نمبر ۹

چندہ سالانہ — عوام سے عا طلبا سے عہ

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ ستمبر ۱۹۱۱ء کو صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شائع ہوا۔

رسالہ

اصول اسلام

یعنی وہ لیکچر جو جلسۂ مذاہب الہ آباد میں بڑی شان و شوکت سے پڑھا گیا۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی تاجر کتب قادیان سے محصولڈاک بھیجنے سے مفت مل سکتا ہے ؛ (مینجر)

تعلیم اسلام

لیکچر ٹیچنگز آف اسلام یعنی وہ لیکچر جو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے لاہور کے عظیم الشان جلسہ مذاہب میں ۱۸۹۶ء میں پڑھا گیا تھا اس کا انگریزی ترجمہ ولایت سے چھپ کر آ گیا ہے۔ دو سو صفحہ کی کتاب ہے۔ مجلد کی قیمت عہ اور غیر مجلد کی ۱۴ ہے چونکہ ولایت میں اسکی مفت اشاعت ہو گی اس لیئے احباب اپنے لیئے بھی خریدیں اور اس جگہ یا ولایت میں مفت تقسیم کرا کر بھی ثواب لیں ؛

(سکرٹری صدر انجمن احمدیہ)

ریویو

ثنائی ہرزہ درائی۔ اس رسالہ کا مضمون اس کے نام سے ظاہر ہے۔ اس میں میاں ثناء اللہ امرتسری کی بدزبانی اور گندہ دہانی کی مختصر فہرست ہے جو اُس کے رسالوں اور تصانیف میں حضرت امام ربانی مسیح قادیانی علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یا آپ کی جماعت کی نسبت استعمال کی گئی ہے۔ اس رسالہ کے مصنف میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق و رسالہ احمدی ہیں۔ تراہا بیرام خاں دہلی۔ اس رسالہ کی نظمیں خصوصاً قابل دید ہیں۔ مصنف سے مل سکتا ہے۔ ۶۸ صفحہ کی کتاب قیمت ۲ ر

ریویو آف ریلیجنز کے گذشتہ پرچے

ذیل کے اُردو یا انگریزی ریویو کے پرچوں میں سے کوئی پرچہ یا بعض پرچے اگر کسی صاحب کے پاس ہوں اور فروخت کرنا چاہیں یا مفت دینا چاہیں تو مینجر میگزین قادیان سے خط و کتابت کریں۔

اردو ریویو ۔ جنوری ۱۹۰۲ء ؛ جنوری۔ فروری ۱۹۱۰ء ؛ انگریزی ریویو ۔ جنوری۔ اپریل جولائی۔ اگست۔ ستمبر۔ اکتوبر۔ نومبر۔ دسمبر ۱۹۰۲ء ؛ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء ؛ جنوری ۱۹۰۴ء ؛ مارچ ۱۹۰۵ء جنوری ۱۹۰۶ء ؛ فروری ۱۹۱۰ء ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک بدھ ایڈیٹر اور اسلام

(مرقومہ ماسٹر محمد دین صاحب بی۔ اے)

مولوی برکت اللہ کی کتاب نے جو کہ ٹوکیو جاپان میں شایع ہوئی ہے مہابدھی سیلون کے ایڈیٹر کو سخت اضطراب میں ڈال دیا ہے یہ خبر کہ ابھی چند جاپانیوں نے اسلام قبول کیا ہے اور یہ کہ ایک کوشش کی گئی ہے کہ غیر ممالک کے مسلمان جو جاپان میں سکونت پذیر ہیں انوار اسلام کو جاپان میں پھیلانیوالے ہیں مذکورۃ الصدر امر سے وہ متفکر ہوگیا ہے گویا کہ خوف کی حکومت کا آغاز ہوگیا ہے ظاہری طور پر جیسا کہ یہ عجیب معلوم ہوتا ہے یہ ایک واقعی امر ہے کہ مقدس مذہب اسلام کو عیسائی اور بدھ مذہب کے وظیفہ خوار ایماندار دن کے ہاتھوں پر اور مذاہب کے پیرووں کے ہاتھوں پر سے بڑھ کر بُری طور پر پبلک کے سامنے پیش ہونا پڑا ہے۔ عیسائی واعظوں کا سب سے اعلیٰ ترکہ ورثہ جو انہوں نے اپنے ہم وطنوں کے لیے پیچھے چھوڑا ہے وہ مقدس مذہب اسلام

اور اشرف الانبیاء علیہم السلام کی سیاہ تصاویر ہیں - جو انہوں نے اپنے ہی زعم سے گھڑی ہیں - لیکن اس گوئے سبقت میں بدھ کا پیرو مریم کے صاحبزادے کے مقدس پرستاروں سے پیچھے نہیں رہا اعلیٰ ترین الفاظ جو اسے اسلام اور اسلامیوں کے لیئے ملے ہیں وہ ہیں بھوت - وحشت راکھشش وغیرہ - تعجب ہے کیا بُدھ اور یسوع نے ان کو یہی تعلیم دی تھی - انہوں نے تعمیل کر رہی ہے بدزبانی کی کوئی حد نہیں رہی - بدی پورے زور میں ہے - انکے پیرو اب اسلامی مسلمہ معتقدات کے سخت برخلاف دوڑ رہے ہیں - یہ ہے انسانیت اور خود انکاری جو کہ فاضل ایڈیٹر ہم سے قبول کرانا چاہتا ہے فاضل ایڈیٹر عیسائیوں اور اپنے برادران آریوں سے بڑھ کر کوئی بڑی ذہانت ظاہر نہیں کرتا جبکہ وہ پاک اسلام پر تنقید کرتا ہے اس کو اور اس کے بھائی مجوسیوں کو مسلمان مجرم دکھائی دیتے ہیں کیونکہ وہ طلوع الشمس کے ملک کی طرف پیٹھ کرتے ہیں اور مکّہ کی طرف مُنہ کرتے ہیں جو کہ سورج کے غروب ہونے کا ملک ہے اگر واقعی مکّہ پر سورج غروب ہوتا ہے اور جاپان ہی سورج کے چڑھنے کی زمین ہے تب یہ قسمت کے کھیل ہیں کہ اگر طلوع الشمس کے ملک کے باشندے غروب الشمس کے ملک کے خیالات کی طرف بڑی آہستگی سے آویں - کیا ایڈیٹر سچائی کی تلاش میں ہزل سے کام نہیں لے رہا - بدھ ایڈیٹر کے زعم کے مطابق جاپان کے لیئے یقیناً وہ دن بڑے غم کا دن تھا جبکہ جاپان کو اس کے آبائی پرستش سے پھیر کر بُدھ مذہب میں داخل کیا گیا تھا - اور اسے گوتم ساکی منی کے آگے اپنا سر جھکانا پڑا تھا - یہ ایک عجیب امر ہے کہ مہا بدھی کا ایڈیٹر اس روشنی اور علم کے زمانہ میں اپنے ہم وطنوں کے بہلانے کے لیئے پھسلانے والی اصطلاحوں سے کام لے - اسے مکّہ طلوع الشمس اور غروب الشمس کی زمین دکھائی دینا چاہیئے تھا جیسا کہ جاپان یا کوئی اور ملک دنیا کا نظر آتا ہے - شاید بدھ مذہب

کے علم جغرافیہ کے لحاظ سے مکہ غروب الشمس کی زمین یا غروب الشمس کی چٹان ہوگا۔ کیونکہ ہم بدھ مذہب کی پیدائیش عالم کی تھیوری میں یہ لکھا پاتے ہیں کہ فضا میں پھیلے ہوئے بے شمار دنیا ہیں اور ایک سیٹ میں تین تین ہیں۔ یہ تمام کی تمام ہماری دنیا کے بالکل بعینہٖ مشابہ ہیں اور ہر ایک کے مرکز میں ایک بڑا پہاڑ نمودار ہوتا ہے جس کو مہامیرو کہا جاتا ہے۔ جس کو ایک ہی مرکز والے سات دائرے گھیرے ہوئے ہیں۔ یہ ایک بڑی طویل چٹان ہے اور سب سے بیرونی دائرہ چار قطعات میں منقسم ہے اور یہی چار براعظم ہیں۔ ایک کے حصہ میں جم بدویپا ہے اور یہی زمین ہے جس میں کہ ہم رہتے ہیں مہامیرو کی چوٹیوں اور اس کے اوپر اور چٹانی دائروں کے اوپر چوبیس آسمان ہیں اور اس کے نیچے اور زمین کے نیچے آٹھ بڑی بہاڑیاں ہیں۔ مہامیرو اور سب سے بیرونی چٹانی دائرہ کے درمیان سورج۔ چاند اور ستارے فضا میں گھومتے ہیں اور جب وہ چٹان پہلے دائرہ سے گذر جاتی ہے تو جم بدویپا کے باشندوں کو غروب ہوتے معلوم ہوتے ہیں ؛

ایڈیٹر کی ہر ایک بات اور نکتہ چینی پر مبسوط بحث کرنا میرے لیئے غیر ضروری معلوم ہوتا ہے ایڈیٹر کہتا ہے کہ جس دن جاپان اپنا مذہب تبدیل کرے گا اسی دن سے بہادر جاپانیوں کی مردانگی کے زوال کا آغاز ہوگا۔ فی الحقیقت قومی کمزوری کے لیئے بدھ مذہب۔ کنفیوشس اور شنٹوز کی تین خوراک تریاق کا حکم رکھتی ہیں۔ چینی بے ایمان ہیں جو مردانہ قوم نہیں ہیں ہاں ابھی صرف چالیس برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ جاپان بھی بے ایمان تھا جبکہ پہلے پہل عیسائی مشنریوں نے جزیرے کو دیکھا اور جاپانی مردانگی کا سبق سیکھنے کے لیئے چچا سام کے پاس گئے۔ ہاں کیوں نہ وہی خوراک سیام اور کوریا کو بھی دی جاوے اگرچہ کم مقدار میں فقط طاقت کی۔

کہاں تک مذہبی تعصب سچائی اور انصاف کا خون کر دیتا ہے۔ گیارہ لمبی صدیوں تک بدھ مذہب کے نیچے جاپان رہا لیکن اس نے کوئی کسی قسم کی ترقی نہیں کی۔ وہ اس زمانے میں خونخوار لڑائیوں اور وحشی تندی کا شکار بنا رہا جس دن کہ اس نے اپنے کہنہ پارچات اتار پھینکے۔ اور رسومات بے ہنایت اور سستی سے اپنے آپ کو آزاد کیا قوت نظریہ کو عملیہ سے بدل دیا اور اس راز کو عملاً ترک کر دیا جو کہ اخلاقی سعیون کا اجر فنا فی السقر ہونے کا وعدہ کرتا ہے اور اپنے پرستاروں کو بھول بھلیاں کے کوئیں میں گرا دیتا ہے وہ مشرقی کرہ ارض کے آغاز کا دن تھا۔ میں سوال کرتا ہوں کیوں چینی خواب خرگوش اور غفلت کے لحافوں میں سو رہے ہیں جبکہ تمام قوم کو بدھ مذہب کا ڈوز برابر مل چکا ہے۔ اور بدھ مذہب انکی ایک جزو بن گیا ہے سب سے بڑا گناہ جو ایک مذہبی اخبار کا ایڈیٹر کر سکتا ہے اور خصوصاً ایسے اخبار کا ایڈیٹر جو کہ انسانیت۔ ہمدردی۔ اور نروان کے اعتقاد اور اصول کا حامی ہو وہ یہ ہے کہ وہ پبلک کو بے ہودہ ترین اور غلط واقعات کے پیش کرنے سے اصل امر سے اندھا کر دے ؎

موجودہ اسلامی ریاستوں کی ابتر حالت اسلام کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اسلام سے انحراف کی وجہ سے ہے۔ سلف کے مسلمانوں اور ہم کو یکساں اسلام آسمانی تحفے کی ہر قسم کا وعدہ دیتا ہے۔ پہلے مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پیروی کی اور دنیا کے مالک بنے۔ اسلام نے عرب کے تھکوں ماندوں اور زوال پذیر اجسام میں اور نیز دیگر اقوام میں بھی جو اسلام سے مشرف ہوئیں زندگی کی ایک نئی روح پھونک دی تھی ہر ایک قسم کے علم کو ترقی دی گئی تھی۔ دنیا کے مختلف حصص میں دار العلوم پیدا ہو گئے تھے اور مسلمانوں نے انوار کی مشعلیں ہر ایک ظلمت پسند قوم کے آگے رکھیں خصوصاً ہندوستان اور یوروپ کے باشندوں کے سامنے۔ بہت سی

صدیوں تک یہ لمپ بڑی تیز اور نمایاں روشنی دیتا رہا اور ہر ایک رہرو کے لیئے نور کا ایک نشان تھا اور ہر ایک جہاز کے لیئے جو کہ ہر طرف سے سیاہ طوفان کے ساتھ محاط ہوتا تھا ایک لائٹ ہاوس کا کام دیتا تھا۔ دنیا خصوصاً ٹیتھوگیٹو کی جائے ولادت۔ اسلام اور اسلامیوں کے بڑے احسان کے نیچے ہے۔

ایڈیٹر کوتاہ نظری اور واقعات کے اُلٹا دکھانے کے جُب عمیق میں جا پڑا ہے اور اشاعت اسلام کو بزور شمشیر اور اکراہ قرار دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کا یہی مقولہ تھا کہ کافروں کو قتل کرو۔ شائید ایڈیٹر نے قرآن شریف پر نظر ڈالنے کی کبھی تکلیف گوارا نہیں کی۔ قرآن شریف بڑی صراحت کے ساتھ فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ دین میں زبردستی اور جبر ہو ہی نہیں سکتا۔ ہدایت گمراہی سے بالکل ممتاز ہو گئی ہے۔ اس مضمون کی بہت سی آیات پیش کی جاسکتی ہیں اس کے مدمقابل پر جبکہ بڑی زبردست شہادت موجود ہے تو کیا یہ مذہب کے نام پر دھبہ نہیں ہے کہ ایک ایسے مذہب کی طرف الزامات اور تہمت منسوب کی جاویں جو کہ ان سے بالکل مبرا اور پاک ہے۔ کیا یہ سیاہ اور جھوٹ محض نہیں ہوگا؟

یہ کہ مسلمان بہت سے جنگوں میں شریک ہوئے ایک بالکل الگ مضمون ہے۔ کیا اشوک کالنکا ریاست سے نہیں لڑا۔ کیا بدھ مذہب کے لوگ ہندوؤں سے نہیں لڑے کیا جارسہ اور ساموڈر گپتہ اور بے شمار دوسروں نے پولیٹیکل لڑائیاں نہیں کیں کیا طلوع الشمس کے ملک زادے اپنے بھائی چینیوں سے نہیں لڑے اور کیا چینی فرنگیوں سے اور جاپانی روسیوں سے نہیں لڑے۔ زندگی کے لیئے جدوجہد اور ایک قوم کی اپنی زندگی کی جدوجہد بعض اوقات انکو مجبور کر دیتی ہے کہ اپنے بچاؤ کیلیئے ہتھیار ہاتھ میں

ہیں۔ پہلے مسلم حملہ آوروں سے کیوں ایڈیٹر کو غیظ و غضب ہے اس کا صرف یہ سبب معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے زعم میں سمجھے ہوئے ہے کہ مسلمانوں نے ہندوستان میں اور دیگر ممالک میں ہندوؤں اور بدھ مذہب کے مندروں کو مسمار کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے " قدیم ہند کی تہذیب مسلم حملہ آوروں نے تباہ کی ہے۔ قابل عزت مکانات جو صدیوں سے چلے آتے تھے مسلمانوں نے انکے ساتھ شفیقانہ برتاؤ نہیں کیا۔ فنِ عمارت انکے نزدیک شیطانی کام تھا۔ اور وحشیوں نے تمام خوبصورت اشیاء کو تباہ کر دیا جو کہ قدیم انڈیا میں تھیں۔ جاوا کی قدیمی ہندوستانی تہذیب کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوا۔ صدیوں تک مسلمانوں نے یہ تباہی کا کام ہر ہندوستانی مندر کے ساتھ جاری رکھا جو کہ تاریخی جگہوں میں چلے آتے تھے۔ حملہ آور جب اسلامی جھنڈے کے ماتحت ہند میں آئے تو سب سے پہلی غرض ان کی بدھ مذہب تھا۔ مسلمان حملہ آوروں نے یہ دیکھ لیا تھا کہ ختن۔ بامیان۔ بلخ۔ چترال۔ ترکستان۔ طرفان قندھار اور افغانستان میں بہت سے مندر بدھ کے نام پر بنائے ہوئے تھے انکے استیصال کے بعد انہوں نے یہ غارت گری کا کام کشمیر پنجاب اور دوابہ گنگا میں جاری رکھا۔ ہندوستان کے ہندوؤں کو یہ لوٹیرے ہندو کے لفظ سے ظاہر کیا کرتے تھے۔ اور بُت کے پوجاریوں کو بُت پرست کا خطاب دیتے تھے جس کے معنے ہیں بُت کے پوجنے والے جو کہ بدھ سے فارسی والوں نے بُت کی شکل میں مبدل کر لیا ہے "۔

اس تمام سلسلہ تباہی کو پڑھ کر ایک کو حق پہنچتا ہے کہ عالم ایڈیٹر سے دریافت کرے کہ تمہارے اس دعویٰ کا ثبوت کیا ہے۔ جیسا کہ اس کی ملامت قابل افسوس نہیں ہے ایسا ہی اس کی حالت قابل رحم ہو گی جبکہ وہ اپنے دعووں کے ثبوت میں کوئی حوالہ پیش نہیں کر سکے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ محض اس غرض سے کہ وہ اپنی عبارت کو سجائے اور اپنی بات کو قائم رکھے اس نے پروا بھی نہیں کی کہ وہ

کیا لکھ رہا ہے جب تک اس کو اپنی اغراض اس سے پوری ہوتی نظر آتی ہیں - یقیناً اس نے مہا بدھی سوسائٹی کی حمایت کا حق ادا کر دیا ہے اور جب وہ دوسرا جنم لے گا تو وہ بدھا متیریہ بنیگا جو کہ بندھیکا کے عنوان کے ماتحت ہے

چونکہ مہا بدھی کا ایڈیٹر مسٹر انگریکا دھرمپالہ بدھ مذہب کا پیرو ہے اس لیئے میں ان واقعات کو نہیں چھیڑوں گا جو کہ ہندوؤں سے تعلق رکھتے ہیں - اور ان باتوں کے ذکر کو بھی چھوڑ دونگا جو کہ ہندو مذہب اور ہندو تہذیب سے تعلق رکھتے ہیں - مسلمانوں کا بُدھ مت کے لوگوں سے کبھی بھی مقابلہ نہیں ہوا - اور یہ ایک ایسا امر واقعی ہے جو کہ میں چاہتا ہوں کہ فاضل ایڈیٹر اس کی تہ کو پہنچ جاوے - اس ملک میں مسلمانوں کی آمد سے پہلے پہلے بُدھ مذہب معدوم ہو چکا تھا - بُدھ مذہب پھر برہمنی مت میں جذب ہو گیا تھا اور اس لیئے وہ ملک سے اٹھ چکا تھا - وہی دن بُدھ مت کے زوال کے آغاز کا تھا جبکہ اشوک نے اسے شاہی مذہب قرار دیا تھا - سن عیسوی شروع ہوتے ہی اس مذہب کا زوال ہر طرف سے محسوس ہونے لگ پڑا تھا - اگرچہ فاہین ایک چینی طواف نے چوتھی صدی عیسوی میں بھی ایک حصہ ملک پر خوب پھیلے ہوئے پایا مگر وہ اپنے آپ کو بمشکل سنبھالنے کے قابل تھا - دو صدی بعد ھیون سینگ نے اس سے اس کو بدتر حالت میں پایا - بُدھ مذہب کے ایک مصنف اور عالم کی پختہ گواہی سے ثابت ہو سکتا ہے کہ اس سلسلہ کی تباہی میں مسلمانوں نے کوئی حصہ نہیں لیا - وہ لکھتا ہے یہ فرض کیا گیا ہے کہ ہند میں بُدھ مت کا زوال برہمنوں کے تعاقب کے باعث سے ہوا ہے (آٹھویں اور نویں صدی میں ایک تعاقب ہوا اور بُدھ مت کے لوگ ایسے استیصال کیئے گئے کہ اب ایک بھی تمام ہندوستان میں بُدھ نہیں ہے انسیکلوپیڈیا برطینیکا) اسوقت جو ہمارے پاس پرانے شواہد بہم پہنچ سکتے ہیں ایک مشکوک استثنا کے علاوہ کوئی بھی

تعاقب کا ذکر نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں وہ مشابہت جو ہم پرانے برہمن مت اور پچھلی صدیوں کے لسنخے سے لے کر لکھتے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زوال کی رفتار لگاتار جاری رہی ہے یعنی بدھ مت کے لوگوں کے خیالات آہستہ آہستہ ہندوستان کے دوسرے فلسفوں اور مذاہب کی طرف مائل ہوتے گئے۔ ہم اب دیکھ سکتے ہیں کہ جو واقعہ دنیا کی نظر میں نئی تحریک کی کامیابی کے اثبات کے لیئے ایک بہت عجیب معلوم ہوتا تھا یعنی اشوک کا تیسری صدی قبل مسیح کے بدھ مذہب میں داخل ہونا جو کہ ہند کا سب سے بڑا بادشاہ تھا وہی واقعہ بدھ مذہب کے زوال کا باعث ٹھہرا آدمیوں کی کثیر تعداد نے جو کہ بدھ مذہب میں داخل ہوئے تھے خصوصاً اُن اضلاع اور صوبجات سے کے جو کہ نئے مفتوح اور کم ترقی یافتہ ہوئے تھے اصلاح کی تحریک میں بجائے طاقت کے کمزوری پیدا کردی۔ مداہنہ کا دن آپہنچا تھا پُرانے لوگوں کی جفاکشی کی بجائے سُستی نے آجگہ لی تھی اور پورے طور سے بدھ مت منوانے کی بجائے ادھورے طور پر لوگوں کو بدھ مذہب میں داخل کر لیا کرتے تھے۔ اسطرح سے بدھوں اور جو انکے دشمنوں میں تفرقے کی ایک دیوار حائل تھی وہ درمیان سے بالکل اُٹھ گئی۔ روح کی تھیوری نے پھر آہستہ آہستہ اپنا وہی اعلیٰ درجہ حاصل کر لیا۔ ایک دفعہ اور بدھ لوگ بتوں اور توہم پرستی کو پسند کرنے لگ پڑے۔ پرانے الٰہیات کی فلسفیانہ بنیاد نئی سوچ بچار کے نیچے دب گئی۔ اور نیز زندگی کا پُرانا نمونہ۔ اراہت کی نجات بالکل نسیاً منسیاً ہوگئی یا محض عیب گیری کے لیے بیان کی جاتی تھی۔ نتیجہ جتنی تھا تفرقہ کی ضرورت ظاہراً کم ہوتی گئی۔ ویدک دیوتاؤں اور ٹھاکروں کی پوجا بمع تمام رسومات اور قربانیوں کے اس جہان سے چلی گئیں۔ مگر قدیمی بدھ مذہب۔ گروہ مصلحان اسکے گرنے میں دب گیا اور موجودہ ہندو مت ان ہر دو کھنڈرات پر قائم ہوا۔

ہندوستان کی اصلی اسلامی فتوحات محمود غزنی اور محمد بن سام غوری کے حملوں سے شروع ہوئیں۔ اور یہ گیارھویں صدی کے آغاز میں واقعہ ہوا۔ ان حملوں کے بعد کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کا ہندو تہذیب کے ساتھ واسطہ پڑا۔ بے ہودہ ترین توہم پرستی اور بدترین اخلاقی حالت اُس زمانے کا رویہ تھا۔ گیارھویں اور بارھویں صدیوں میں مسلمان حملہ آوروں نے شمالی ہند کو تاراج و تسخیر کیا۔ اور بدھ مذہب بہاً بالکل ساتویں صدی کے اخیر پر ہند سے مفقود ہو چکا تھا۔ کیسے مسلمان ایک ایسے مذہب کو تباہ کر سکتے تھے جو انکی آمد سے پیشتر چار سو سال سرزمین ہند سے اُٹھ چکا تھا یہ ایک ایسا معما ہے جس کو بدھ ایڈیٹر کی ہی عجیب منطق حل کر سکتی ہے۔ ہند کا صرف ایک ہی قطعہ تھا جہاں مسلمانوں کی فتوحات کی لہر پہنچی تھی اور وہ سندھ تھا۔

وہ اسباب اور وجوہ جن کی وجہ سے بدھ مذہب دنیا سے بالکل مفقود ہوا۔ اسلامی فتوحات کے علاوہ کسی اور جگہ تلاش کرنے چاہیئے۔ ہند سے وہ کس طرح مفقود ہوا؟ ہند سے وہ اس طرح مفقود ہوا کہ پُرانے برہمن مت میں جذب ہو گیا اور یہ ایک ایسا امر واقعہ ہے کہ فرنگی علمار کی آرار۔ یادگاروں اور اُس زمانے کے علم ادب کا اسپر اتفاق ہے ریس ڈیوڈز بھی تامل کے بعد اس کو تسلیم کرتا ہے یہ تبدیلی اگرچہ آہستہ آہستہ دنیا میں نمودار ہوئی ہے مگر بالکل عیاں ہے پہلے پہل ہم دیکھتے ہیں کہ بدھ کو بالکل بطور علم کے متصور کیا جاتا ہے پھر اسکے اقدام کے آثار تک کی پرستش کی جاتی ہے اور اس درخت کی تصویر کی پوجا کی جاتی ہے جس کے نیچے کہا جاتا ہے کہ اس نے نروان حاصل کیا تھا۔ اور بعد ازاں اس کو تمام مندروں میں ایک دیوتا کے طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔ پہلے پہل وہ اکیلا بُت بنایا گیا تھا۔ جیسا کہ اجنٹا کے اکثر قدیم مندروں میں پایا جاتا ہے پیچھے اس کے وہ برہمنوں کے دیوتاؤں کے ساتھ ساتھ ظہور پاتا ہے جیسے اندر۔ کالی۔ سرسوتی وغیرہ جیسا کہ بدھوں کے الورہ کے سلسلہائے

یادگاروں میں پایا جاتا ہے کچھ زمانہ بعد خداؤں کے گروہ میں گم ہوکر جنہیں
وہ پہلے اعلیٰ سمجھا جاتا تھا چند صدیوں کے بعد صرف وشنو کا ایک اوتار خیال
کیا جاتا ہے نیپال بُدھ مذہب کا ابتدائی مقام ایک ایسا قطعہ ہے جس نے
تبدیلیوں کا سخت مقابلہ کیا ہے جبکہ اس کو قدیمی برہمنی مت سے واسطہ
پڑنے لگا اور وہاں وہ اب اس درجہ تبدیلی کو پہنچا ہے جہانکہ وہ برہمنی مت سے
ملا تھا بالکل جذب ہونے کے بغیر۔ بُدھ اور ہندو مت کے بت نیپال کے
مندروں میں ایسے ملے ہوئے ہیں کہ اکثر اوقات یہ مشکل پیش آتی ہے کہ کونسا مندر
کس مذہب کے ساتھ ملایا جاوے۔ شو کی مندروں میں اکثر بُدھ کا بُت بنایا گیا ہے
اور کئی ایک مندر جنمیں دونوں مذہب کے بت دھرے ہوئے ہیں وہاں ہردو برہمن اور
بُدھ جاتے ہیں۔ میرے نزدیک سب سے بڑی شہادت بُدھ مت کی ہندو مت میں
جذب ہونیکی اور مسلمانوں کے آنیسے پیشتر اسکے ہند سے مفقود ہونیکی بودھی درخت
کی جگہ معلوم ہوتی ہے جس کے نیچے بُدھ نے وہ اعلیٰ درجہ کی عقل حاصل کی
تھی جو کہ ہر ایک چیز بمع اُس آلہی مشابہت کے بہا لیگئی۔ یہ مقدس جگہ شو کے
ایک مہنت کے قبضہ تصرف میں ہے شو کے مہنت مسلمانوں کی آمد سے پہلے
پہلے اس مقدس جگہ کے مالک تھے۔ اور وہاں تمام مسلمان خاندانوں نے
انکو بغیر کسی ضرر کے چھوڑ دیا تھا جو کہ یکے بعد دیگرے ہند کے حکمران ہوتے
رہے۔ یہ ایک مبین اور قائم مضبوط شہادت ہے کہ تمام ہند پر تبدیلی آئی
تھی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ شو کے پوجاری بدھ کی مقدس جگہ کے سرپرست
اور نگران حال بنے۔ اسلامیوں کی آمد سے پہلے پہلے بُدھوں کو روئے
زمین ہند سے مٹایا جانا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بدھوں کا گیا شہر
ہندوؤں کے ہاتھ میں جا پڑا۔

پیشتر اس کے کہ میں اصلی مضمون کو لوں اور ظاہر کر دوں کہ ظلمت پسند
ایڈیٹر کے الزامات بالکل حق و حقیقت سے عاری ہیں جو کہ وہ مقدس مذہب اسلام پر

لگاتا ہے میں پہلے یہ بیان کروں گا کہ آیا قرآن شریف مندروں کے منہدم اور مسمار کرنے کا حکم دیتا ہے یا اس سے منع فرماتا ہے قرآن مجید فرماتا ہے اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر الذین اخرجوا من دیارہم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع و بیع وصلوات ومساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز - اجازت دی گئی ہے اُن کو جن سے لڑائی کیجاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہو چکے ہیں اور اللہ انکی مدد کے لیئے قادر ہے وہ بغیر کسی قصور کے اپنے گھروں سے نکالدیئے گئے صرف اسی بات پر کہ انہوں نے کہا اور اپنے اعمال سے ثابت کر دکھایا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض سے نہ بچاتا تو ضرور گرجے - یہودیوں کے عبادت خانے - تکیئے اور مسجدیں منہدم کر دی جاتیں جن میں اللہ کا بہت ذکر کیا جاتا ہے اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے تحقیق اللہ قوّت والا اور غالب ہے۔ یہاں لڑائی اور جنگ کا بڑا فائدہ یہودیوں - عیسائیوں مجوسیوں اور دیگر مذاہب کے عبادت خانوں کی حفاظت کرنا فرمایا گیا ہے جن میں خدا کا نام لیا جاتا ہے مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ ان مقدس جگہوں کی حفاظت اور دفاع کریں اور اللہ انکو یقین دلاتا ہے کہ وہ ان کو اس مقدس کام میں مدد اور تائید عطا فرماوے گا - اس عمدہ اور اعلیٰ تعلیم کے ہوتے بھی انسانی طبیعت کی کیسی ضد اور تعصّب ہے جو کہ اسلام پر ہندو اور بدھ مت کے مندروں کے مسمار کرنے کی تہمت اور الزام لگایا گیا ہے کیا اس سے زیادہ مذہبی آزادی ممکن ہو سکتی ہے اسلام کے سوا کوئی اور مذہب ہے جو یہ جانتا ہے کہ اسلامی عبادت خانے کے سوا اور عبادت خانوں میں بھی اللہ کا نام لیا جاتا ہے ہم فخر یہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ہی ہیں اور صرف ہم ہی ہیں جو ہر مذہب کی نیکی کو تسلیم کرتے

اور مانتے ہیں جو کہ ہر ایک مذہب میں پائی جاتی ہے ہم ایک مذہب کے مقدس پیشوا کی عزت اور احترام کرتے ہیں۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ دنیا بھر میں کوئی بھی قوم نہیں ہے جہاں کہ خدا کا نذیر نہیں آیا کوئی قوم کوئی مذہب ظاہر نہیں کر سکتا کہ ان کو دیگر اقوام کے معبدوں کی حفاظت کا حکم ملا ہوا ہے۔ ہم کو ہی یہ کرنے کا حکم ہوا اور ہم نے اس کو کر کے دکھا دیا۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ فاضل ایڈیٹر کو اعتراض کے لیئے زبان کھولنے سے پیشتر بہت غور کر لینی واجب تھی پھر اسکے بعد وہ ایسے لچر اعتراض کرنیکی جرأت کرتا۔

جب ایک مذہب ایسی صراحت سے زبردستی دین پھیلانے کو بُرا قرار دیتا ہو اور اپنے معتقدوں کو حکم صادر کرتا ہے کہ دیگر اقوام کے معبدوں کی بھی حفاظت تلوار کے ذریعہ سے کریں تو کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ انکے معتقدوں کو زبردستی مسلمان بنالے۔ تو پھر دیگر اقوام کے معبدوں کی حفاظت کے معنے ہی کیا جبکہ انکے عابد نہ رہیں گے تو معبد کس کام کے۔ جبکہ بے جان چیزوں کی ایسی حفاظت کا حکم فرمایا تو جاندار چیزوں کو کیوں تباہ کرنے کا حکم فرمانے لگا۔ کسی خاص فرد کی غلطی مذہب پر عائد نہیں ہو سکتی۔ اگر فردی غلطی سے اسلام پر الزام عائد ہوتا ہے تو دنیا میں کوئی مذہب بھی اس اعتراض سے بچتا نظر نہیں آتا۔ اگر دیوی دتا بدمعاش ہے تو اس کی بدمعاشی کا الزام بدھ اور بدھ ازم پر نہیں عائد ہو سکتا۔ تم بدھ مذہب کے افراد کی بدیوں کی وجہ سے بدھ مذہب کو بُرے کہنے کے مجاز نہیں ہو۔ آؤ ہم فرض کریں کہ کسی مسلمان حملہ آور نے قرآن کی تعلیم کے برخلاف بغیر ہندوؤں اور بدھوں کے خیالات کی پروا کرنیکے بعض مندروں کو مسمار کرایا زیادہ سے زیادہ ہم اُنکی نسبت یہی کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پیغمبر اور خدا کے فرمودہ کے برخلاف عمل کیا۔ اگر ایک بدھ چوری۔ ڈاکے یا کسی اور جرم کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اس کے لیئے ہم بدھ مذہب کو نہیں کوس سکتے۔ ہر ایک مذہب

اپنے معتقدوں کی بدافعالیوں اور بدیوں سے مبرا ہوتا ہے جو وہ اسکی تعلیم کے برخلاف کرتے ہیں ؛

اب تک ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام جبراً مذہب میں لانے کو ناپسند کرتا ہے اور مندروں کی تباہی کو منع فرماتا ہے۔ اسکے برخلاف ان دو باتوں کو یعنی جبراً مذہب میں لانے اور معبدوں کے گرانے کو بڑے زور سے بُرا قرار دیتا ہے وہ اپنے متبعین کو حکم صادر فرماتا ہے کہ وہ اپنی رفتار گفتار سے دوسرے لوگوں کو اسلامی علم کے نیچے لاویں۔ اور فرماتا ہے کہ دیگر مذاہب کے معبدوں کی حفاظت کریں۔ مَیں پہلے بتا آیا ہوں کہ مسلمان جب ہند میں تشریف لائے۔ تو بدھ مذہب ملک سے رفع دفع ہو چکی تھی اس لیئے مسلمان بدھوں کا تعاقب نہیں کر سکتے اور نہ انکے مندروں کو منہدم کر سکتے تھے۔ صرف فتح سندھ کے متعلق اعتراض باقی رہتا ہے جبکہ بدھ مذہب کا انتقال ہو رہا تھا اور اس میں بھی شک ہے۔ محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ کیا مَیں مختصراً حملہ کا ذکر کر کے ثابت کرنیکی کوشش کرتا ہوں کہ اصلی واقعات کیا وقوع میں آئے۔ ہیون سینگ نے ۶۴۱ء میں سندھ کو دیکھا۔ وہ بدھوں کی ایک بڑی تعداد کا ذکر کرتا ہے اور حملہ کے متعلق عربی مؤرخ بیان کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کا اشارۃً ذکر کرتے ہیں جو کہ بدھ مذہب اور ہندوؤں کے اخلاط سے پیدا ہوئے تھے۔ وہ لوگوں کو برہمن کہتے ہیں بلکہ بیان کردہ رسومات میں بعض ایسی بھی بیان کرتے ہیں جو بدھ مذہب سے تعلق رکھتی ہیں یہ اسی مداہنہ کی وجہ سے تھا جو طاقت ہند میں ہر جگہ کام کر رہی تھی لیکن وہ بدھ مذہب کی جڑھوں کو نیچے سے کاٹ رہی تھی جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مذہب ہندوستان سے چلتا بنا۔ براہمن فوقیت لے گئے۔ داہر والئے سندھ ایک برہمن کاچ نامی کا پوتا تھا جس نے غصباً سلطنت پر تصرف کر لیا تھا۔ اور اپنی سلطنت کو اتنی وسعت دی تھی کہ ایک طرف تو قنوج کی ریاست

سے اجمیر پر ٹکر کھاتی ہے اور دوسری طرف جہلم پر کشمیر کی ریاست سے اور مغرب کی طرف سیستان اور کرمان تک پھیلی ہوئی تھی۔ دارالخلافہ برہمن آباد تھا حد پر نصف آزاد قبائل رہتے تھے۔ ان لٹیروں نے جو دیبال میں سندھ کے دہانہ پر ایک بستی تھی رہتے تھے بہازوں کے ایک چھوٹے بیڑے کو پکڑ لیا جو کہ سیلون کے بادشاہ نے حجاج کو بھیجے تھے ان میں حاجی تحائف اور مسلمان یتامیٰ تھے اور یہ مسلم امر ہے کہ حجاج ایک بڑا لائق اور مدبر رکن سلطنت تھا۔ داہر سے تقاضا کیا گیا کہ وہ اس نقصان کے عوض کچھ جرمانہ فات کے طور پر ان لٹیروں کو سزا دے راجہ نے جواب دیا کہ وہ ان لٹیروں پر قابو نہیں پا سکتا۔ پھر حجاج نے بڑی مشکل کے ساتھ متامل خلیفہ سے لڑائی کی اجازت حاصل کی اور ایک مہم طیار کی۔ جو وقوع میں آیا وہ ایک تاریخی امر ہے۔ وہ مجھے اس کی تفصیل کرنے کی ضرورت نہیں۔ سندھ فتح ہوگیا۔ فتح کا کام باشندوں کی نااتفاقی سے جلدی پورا ہوا اور ہند میں ایسا ہی اکثر ہوا کرتا ہے۔ قومی اور مذہبی اختلاف نے مسلمانوں کی بڑی تائید کی۔ محمد بن قاسم نے بڑی آزادی والی شرائط سے انکے ساتھ برتاؤ کیا۔ جیسا کہ عرب لوگ اپنے اعدار کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ اس نے معمولی جنگی پال ٹیکس لگایا اور عمدہ چال چلن کیلئے ضمانت کے طور آدمی لیئے۔ اور تمام لوگوں کی جانیں اور زمینیں بخشدیں۔ اور ان کے مندروں اور معبدوں کو بھی ویسی ہی صحیح و سالم چھوڑ دیا۔ اس نے اعلان شائع کیا کہ مندر عیسائیوں کے گرجوں اور یہودیوں کے معبدوں اور مجوسیوں کے آتشکدوں کی طرح محفوظ رہیں گے۔ برہمنوں کی حفاظت کی گئی اور انہیں بڑے بڑے عہدے دیئے گئے۔ فاتح کی ہدایات افیسروں کے نام بڑی حکمت اور دلجوئی پر مبنی تھیں۔ اس نے حکم دیا کہ لوگوں اور حکومت کے درمیان دیانت سے کام کرنا۔ آمدنی کے مطابق لوگوں پر خراج لگانا (میڈیول انڈیا مصنفہ سٹینلی لین پول) فاتح نے نیز یہ بھی اجازت دی

کہ تین فیصدی برہمنوں کے لیئے خزانے میں جمع ہوتا ہے جو کہ پہلے زمانہ میں
بھی جمع ہوا کرتا تھا۔ محمد بن قاسم کی اساطیر میں ایک واقعہ ہے جو تاریخ میں
ایک عجیب واقعہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ تھا حملہ اور یہ تھا حملہ آور تمام کچھ یہ سنہ ۷۱۲ع
میں ہوا۔ مسلمانوں کا دوسرا حملہ اُس وقت ہند میں ہوا ہے جبکہ بدھ مذہب
کا نام بھی ہند سے مٹ چکا تھا۔ بُدھ ایڈیٹر اور بھی مقامات کے نام لیتے
ہیں جو کہ اس کے نزدیک مسلمانوں کی دست برد کے نیچے آئے۔ کہاں تک
وہ صحیح ہے قاری میرے مذکورہ بیان سے فیصلہ کر سکتا ہے شاید وہ
دھوکے میں آ گیا جبکہ وہ لٹیروں اور ان کے افعال کے متعلق اپنے نوٹ
لکھ رہا تھا۔ میں نے ظاہر کر دیا ہے کہ ہندوستان پر یہ اعتراض عاید
نہیں ہو سکتا۔ وہ کہتا ہے کہ خوتن مسلمانوں کی تباہی کے نیچے آیا۔ میں اسکی
توجہ کو ایم سٹین ایم۔ اے کی نئی تحقیقات کی طرف منعطف کرتا ہوں۔ بہت سے
راز اس قابل اور لائق عالم زمین کن نے اپنی نئی دریافت سے حل کر دیئے
ہیں۔ اس کے خوتن کے کھنڈرات دبے پڑے ہیں پڑھو اور تم کو پتہ
لگ جائیگا کہ خوتن کے کھنڈرات جو ریت کے نیچے دبے ہوئے ہیں آنحضرت
فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد مبارک سے پہلے کے دبے ہوئے ہیں
ایک چیز ضرور ہے جس کا اقرار کیئے بغیر میں رہ نہیں سکتا۔ مسلمان بادشاہوں
سے شہر ہند کے اور بیرونی ممالک کے اپنی پہلی شان و شوکت کی طرف بحال کیئے
گئے تھے اگر ہم ہیون سنگ کی بات باور کریں قنوج تین میل لمبائی میں
تھا اور اب وہاں ایک پتھر بھی نہیں ہے جو اس کی تاریخ کا پتہ دے سکے۔
مسلمانوں کے حملوں سے پیشتر یادگاروں کی تباہی ایسی تکمیل کو
پہنچ چکی تھی جیسا کہ تمام پرانے دارالخلافوں کے متعلق یہی حال ہے کننگھم
اپنے بڑے زور کے بعد ایک پرانا بقیہ یادگار دریافت کرنے میں کامیاب
نہیں ہو سکا۔ پرانی سے پرانی چیز جو وہ قنوج سے دریافت کر سکا۔

وہ ایک تحریر ہے جو ۱۰۳۶ء کی معلوم ہوتی ہے یعنی مسلمانوں کے حملہ کے بعد کی ہے۔ شہر کی تمام موجودہ یادگاریں خالص مسلمانوں کے زمانہ کی ہیں اگرچہ بعض پرانی ہندو یادگاروں سے منقول معلوم ہوتی ہیں۔ دیکھو ہسٹورینز ہسٹری آف دی ورلڈ جلد دوم صفحہ ۵۰۶ فرشتہ سولویں صدی میں لکھتے ہوئے کہتا ہے کہ جب وہ قنوج پہنچا اس نے ایک ایسا شہر دیکھا جس کا سر آسمان تک پہنچا ہوا تھا اور جو اپنی عمارت اور قلعوں کے لحاظ سے صحیح طور سے فخر کر سکتا تھا کہ اس کا مثال دنیا بھر میں نہیں ہے۔ اگر مسلمانوں کے نزدیک فن عمارت ایک شیطانی کام تھا اگر اسلام خون کا پیاسا۔ نہ آزادی دینے والا تھا تو کیوں دنیا میں میں فاضل ایڈیٹر سے سوال کرتا ہوں مسلمانوں نے بدترین بت پرستی اور توہم پرستی کے مرکز کو بغیر ضرر کے سالم رہنے دیا۔ جیسا بدھا گیا۔ بنارس۔ ہردوار۔ مسلمانوں کے زمانے سے پیشتر کے بہت قدیم مندر اب تک کیوں ہندوستان بھر میں پھیلے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ اشوک کی یادگاریں اب تک محفوظ چلی آتی ہیں اور وہ پڑھی جا رہی ہیں۔ اشوک کے بعد صرف ہندوؤں کی تاریخ پر روشنی ڈالنے والی چیزیں مسلمانوں کے زمانہ تک اگر پرانوں کی کہانیوں کو الگ چھوڑ دیا جاوے صرف یادگاریں ہی ہیں۔ ایڈیٹر کہتا ہے کہ جاوا کی پرانی ہندوستانی تہذیب کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہندوستانی تہذیب سے ایڈیٹر کا کیا مطلب ہے۔ کیا اس کا مطلب بدھ کی تہذیب سے ہے۔ اگر ایسا ہے تو میں ایڈیٹر کو یاد دلاتا ہوں کہ جب مسلمان جزیرے میں پہنچے تو بدھ مذہب وہاں سے مفقود ہو چکا تھا۔ مسلمان نہ اس حصہ دنیا میں اور نہ انڈیا میں کبھی بھی بدھ مذہب کے مدِ مقابل بنے۔ ہندو مذہب کی تجدید کی لہر جو ہند میں پھیلی ملایا کے جزائر..... میں بھی پہنچی۔ بدھ کی پرستش کی بجائے شو کی پرستش بحال کی گئی۔ مسلمانوں کو بدھ کی تہذیب سے کبھی مقابلہ نہیں پڑا۔ بلکہ ہندو تہذیب سے واسطہ پڑتا رہا جس نے ملک میں اپنی

جڑھیں مضبوطی سے قائم کر لی تھیں - بالی کے لوگ ابتک ہندو مذہب کے ہیں موجودہ دنوں تک انہوں نے مسلمانوں کی سخت کوششوں کا سختی سے مقابلہ کیا ہے اگرچہ وقتاً فوقتاً نومسلم بھی ہوتے رہے اور مسلمانوں کی ایک چھوٹی کمیونٹی اصلی باشندوں سے بھی پیدا ہوگئی - آٹھ لاکھ باشندوں میں سے صرف تین ہزار ابتک مسلمان جزیرے میں پائے جاتے ہیں - چونکہ جزیرہ بلحاظ تجارت کے ایک عمدہ موقع پر واقع ہوا ہے اس لیئے بیرونجات سے لوگ یہاں آکر آباد ہوجاتے رہے تھے اور پھر یہیں کے باشندے بن گئے تھے بہت سے نوآباد لوگ اصلی باشندوں سے بالکل الگ تھلگ رہتے تھے اور بہت سے انکے ساتھ شادی وغیرہ رسومات میں شریک بنجاتے تھے - اور انہیں میں کے بنجاتے تھے یہ مؤخرالذکر لوگوں کی کوشش سے ہوا ہے کہ اسلام نے آہستہ آہستہ لیکن یقینی ترقی کی ہے اور کہا گیا ہے کہ بالی کے مسلمان ایک بڑی مستحکم جماعت ہے اور اپنے مذہب کی اشاعت میں بڑے سرگرم اور پرجوش ہیں - جو کہ انکے کافر پڑوسیوں پر بڑی اثر کرنیوالی بات ہے اگرچہ وہ ابھی تک کامیاب نہیں ہوئے کہ ان سے انکی پسندیدہ خوراک سور کا گوشت چھڑا سکیں اللہ کی پرستش کی خاطر - (سے فرنک صفحہ ۲۴۱)

جاوا اور ہندوستان کی ہندو تہذیب کی کیسے ہی کوئی تعریف اور حسن بیان کرے مگر جب مسلمان آتے ہیں تو حالت بالکل الٹ پاتے ہیں - سنہ ۱۴۱۳ء کو ایک چینی مسلمان جو چینی بادشاہ کے قاصد کے ساتھ بطور ترجمان کے جاوا کو جاتا ہے وہ جزیرے کا کچھ بیان ذکر کرتا ہے وہ کہتا ہے اس ملک میں تین قسم کے لوگ ہیں اوّل قسم میں مسلمان ہیں جو مغرب سے آئے تھے اور یہیں سکونت پذیر ہوگئے تھے - دوسرے چینی ہیں جو وہاں سے بھاگکر یہاں آباد ہوئے - جو وہ کھاتے اور استعمال کرتے ہیں وہ بہت عمدہ اشیاء ہیں اور بہت سے ان میں سے اسلام کو قبول کر لیا ہے اور اس کے احکام بجا لاتے

ہیں۔ تیسری قسم اصلی باشندے ہیں جو بڑے بدصورت اور بدشکل ہوتے ہیں وہ ننگے پاؤں اور نہ کنگھی کیئے ہوئے سروں کے ساتھ اِدھر اُدھر پھرتے ہیں۔ اور بڑی سرگرمی سے شیطان پر ایمان لاتے ہیں بدھ مذہب کی کتب میں اس ملک کو بھی شیطانی ملکوں میں سے شمار کیا ہے۔ (گرونولڈٹ۔ ے ۴۹ و ۵۰) یہ تو جاوا کی ہندوستانی تہذیب کا حال ہے۔ اب میں مختصراً ہندوستان کی تہذیب کا خاکہ کھینچتا ہوں۔ ہم اس مرد کی شہادت پیش کرتے ہیں جس نے بڑے بڑے مصائب اور مشکلات میں اپنی سیرت پر بٹہ نہیں لگنے دیا۔ بابر لکھتا ہے کہ ہندوستان کا ملک اور قصبہ جات بہت ہی بدنما ہیں ہندوستان ایک ایسا ملک ہے کہ اس میں بہت ہی کم خوشی کے سامان مہیا ہیں۔ لوگ خوبصورت اور حسین نہیں ہیں۔ دوستانہ مجالس کی خوبیوں کا انہیں خیال تک نہیں ہے۔ ان میں نہ تو کوئی ذکاوت نہ فہم۔ نہ خوش اخلاقی نہ شفقت یا ہمدردی نہ کوئی ایجادی طاقت یا ہتھیاروں کی ایجاد حرفوں کے پورا کرنے اور چلانے میں اور فنِ عمارت یا خاکہ کھینچنے میں انکو کوئی ہنر یا علم نہیں آتا۔ انکے پاس کالج۔ قنادیل۔ یا مشعلیں بھی نہیں ہیں۔

سخت اضطراب کا ضروری ساتھی تباہی ہے مندروں کی تباہی ایک اچھی طرح باور کر سکتا ہے اگر جبراً مسلمان بنانے کے واقعات کسی نہ کسی طور سے ورطہ ظہور میں لائے جاویں۔ ہندوستان کے متعلق ایک آدمی اپنے دعویٰ کو بیرونی مسلمان حملوں سے سجا سکتا ہے اور ظاہراً لوگوں کو دھوکے میں ڈال سکتا ہے۔ اگرچہ یہ واقعات صحیحہ کے بالکل برخلاف ہے مگر تاہم ایک کہہ سکتا ہے کہ مسلمان افواج محمود۔ محمد بن سام۔ تیمور اور نادر شاہ کے ماتحت تمام شمالی ہند پر تخت و تاراج کر گئیں اور جہاں جہاں وہ گئیں تباہی اور ہلاکت برسا گئیں اور ہندو معبدوں کو برباد کر گئیں اور تماثیل اور بتوں کو پاؤں کے نیچے کچلتی گئیں۔ لیکن جاوا کے فنِ عمارت کی اندھی تباہی کے متعلق کوئی

بھی ایسا بہانہ نہیں مل سکتا۔ باہر سے کبھی مسلمانوں کی فوج اس ملک میں داخل نہیں ہوئی۔ بلکہ چند افراد کی سعی بلیغ کا نتیجہ اشاعت اسلام تھا۔ یہاں پر میں ٹی ۔ ڈبلیو آرنلڈ کی پریچنگ آف اسلام کی چند ایک عبارتیں خلاصہ کے طور پر نقل کرتا ہوں۔

آخری چھ سو سال کی جزائر ملایا کی تاریخ ہمارے سامنے ایک عجیب باب پیش کرتی ہے اور وہ باب من ابواب اشاعت اسلام کی کہانی ہے جو واعظین کی سعی و کوشش کا نتیجہ تھی اس تمام زمانہ میں ہم کو بہت سی شہادتیں ملتی ہیں کہ مسلمان واعظوں نے کسی نہ کسی مشرقی جزائر ہند میں بڑے زور سے لگاتار مذہب کے پرچار کو جاری رکھا ہے۔ شروع میں ہر ایک مثال میں ان کا کام بغیر سرپرستی یا تائید والیان ملک ہوتا رہا بلکہ محض ترغیب کے زور سے جاری رہا۔ اور بہت دفعہ سخت مقابلے اور مخالفت کے ہوتے بھی وہ اس کام سے باز نہ آئے خصوصاً اہل سپین انکی مخالفت پر سخت تلے ہوئے تھے۔ لیکن باوجود ان تمام مصائب اور مشکلات کے انہوں نے بڑی سرگرمی سے اپنی سعی بلیغ کو نہ چھوڑا اور اپنے کام کو پورا کرتے رہے خصوصاً جیسا کہ آجکل کے زمانے میں جہاں جہاں کہ انہیں ادھوری کامیابی ہوتی تھی۔

اسلام کے معتقدات کی اشاعت بلاریب ایک بڑے طویل زمانے تک فرداً فرداً سوداگروں اور چھوٹی جماعت کے امام کی کوششوں ہی کا نتیجہ تھا کیونکہ جاوا میں مسلمانوں کی کوئی سلطنت قائم نہ تھی جو کہ نئے مذہب کی طرف سے کسی قسم کا رعب اور رانٹر ڈال سکتی اور جنگ جیسے ذرائع سے جبراً مذہب منوا سکتی۔

میں جزیرے کے اسلام میں داخل ہونیکی کہانی مختصراً بیان کرتا ہوں جہاں کہ مسلمانوں کے ہتھیار یا رعب کہیں باہر سے نہیں آئے بلکہ خاموش اور غریب واعظوں کا کام تھا جس کی طرف مؤرخ کی نظر نہیں پڑ سکتی۔ بارہویں صدی کے

خاتمہ کے قریب ملک کے ایک باشندے کی طرف سے جزیرے کے مسلم بنانے کی کوشش ابتدا ہوئی جبکہ ہندو مذہب اپنی فوقیت دیگر جذبات مثل دہریت وغیرہ پر حاصل کر چکا تھا۔ پاجاجاران کے پہلے بادشاہ کے دو بیٹے تھے۔ بڑے بیٹے نے ایک سوداگر کے مذہب کو اختیار کر لیا اور سلطنت چھوٹے بھائی کو دیدی۔ وہ اپنے تجارتی اور جہازی اسفار میں حسن اتفاق سے کسی عرب تاجر کو ملا اور اسلام قبول کیا۔ واپس گھر جانے پر اس نے ایک عرب واعظ کی مدد سے اپنے بھائی اور شاہی خاندان کو مذہب اسلام میں لانیکی کوشش کی چونکہ اس کی کوشش اس سمت میں بارآور نہ ہوئی۔ اس لیئے وہ جنگل میں بھاگ گیا اور اس کے بعد اس کا کوئی پتہ نہیں چلا لیکن بیج بو دیا جا چکا تھا۔ چودھویں صدی کے آخری نصف میں مولنا ملک ابراہیم نے ایک واعظانہ تحریک قائم کی جو اپنے چند ہم مذہبوں کے ساتھ جاوا کے مشرقی ساحل پر اُترا۔ لیکن مسلمانوں کی اس چھوٹی سی نوآبادی میں بیماری پھوٹ پڑی اور بہتوں کو بہا کر لے گئی۔ ان مصائب اور تکالیف کو دیکھکر لوگوں کے دل اس نئے مذہب کی طرف شبہات میں پڑ گئے اور مہاجا پہیت کا راجہ بھی انکے برخلاف ہو گیا اور اس نے کہا کہ اگر یہ مذہب سچا ہوتا تو اپنے پرستاروں کو کیوں نہ بچاتا۔ چنانچہ یہ مشن ناکام رہا۔ لیکن آہستہ آہستہ یہ مذہب جاوا میں ترقی پکڑتا گیا۔ پوری صدی تک یہ خمیر ان میں لگتا رہا۔ اور یہاں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بالتفصیل واقعات کو بیان کیا جاوے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ اسلام کی اشاعت کسی عرب کی دیوانگی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ خود ملک کے باشندوں میں ریوولیوشن شروع ہو گئی تھی (کرن صفحہ ۲۱) اس میں شک نہیں کہ ایک لڑائی بھی واقع ہوئی۔ لیکن یہ ایک خانگی جنگ تھی جس میں مسلمان اور ہندو ہر دو اطراف میں تھے اگرچہ بڑا حصہ مسلمانوں کا ایک طرف تھا اور مشترکہ مذہب ہونیسے انکو تقویت بہت ملی۔ مگر جمع ہونیکے لیئے وہ مذہبی جنگ کے وعظ سے اشتعال میں نہیں لائے گئے تھے لیکن تخت کے

ایک خواہشمند کی نصائح کے ذریعہ سے جس کے ساتھ بدسلوکی کیگئی تھی
(ولٹ تیسری جلد صفحہ ۱۸۶-۱۹۸ + رائفلز جلد دوم صفحہ ۱۱۳-۱۳۳)
مَیں مندرجہ ذیل لمبا حوالہ آرنلڈ کی پریچنگ آف اسلام سے لیتا ہوں یہ ظاہر
کرنیکے لیئے کہ کسطرح یہ ریوولیوشن وقوع میں آئی جزیرے کی پولیٹیکل حالت اسطرح پر
نسے بیان کی جاسکتی ہے۔ جزیرے کی وسطی اور مشرقی صوبے بڑے دولت
وزرد اسلے اور آباد اور زیادہ تہذیب یافتہ تھے اور یہ مہاجاپہت کے ہندو
بادشاہ کے ماتحت تھے۔ مغرب کی طرف چریبن اور چنار اور چھوٹی چھوٹی
ریاستیں تھیں اور باقی کا جزیرہ بمعہ مغربی کنارے کے اضلاع کے پاجاجرن
کے ماتحت تھا۔ مہاجاپہت کے بادشاہ نے چمپہ کے والی کی بیٹی سے شادی
کی۔ خلیج سیام کے مشرقی طرف یہ کمبوڈیا میں ایک چھوٹی سی ریاست ہے
وہ چونکہ بادشاہ کی محبوبہ لونڈی کا حسد کرتی تھی اس لیئے اس لونڈی کو بادشاہ
نے اپنے بیٹے اریہ دمار والیئے پالمبنگ درسماٹرا کے پاس بھیجدیا وہاں جاکر
اس نے رون فتح نامی ایک بیٹا جنا جس کی والی کے بیٹوں میں سے ایک
کی طرح تربیت ہوئی۔ اور یہ مقدر تھا کہ یہ لڑکا اس ظلم اور بدسلوکی کا بدلہ اور انتقام
لے جو اس کی ماں کے ساتھ کیا گیا تھا۔ چمپہ کے بادشاہ کی ایک لڑکی ایک
عرب واعظ سے بیاہی گئی تھی جو کہ اسلام کی حقیت پر لوگوں کو وعظ کرنیکے لیئے
آیا تھا اس عقد کا نتیجہ رون رحمت تھا جس کو باپ نے بڑی احتیاط سے اسلام
مذہب کی تربیت سے مرتب کیا تھا۔ اور اب تک جاوا کے باشندے اسکو
بڑی عزت اور احترام کے ساتھ دیکھتے ہیں اور اسے اپنے ملک کے اسلام کیلیئے
پیغامبر سمجھتے ہیں۔ جب وہ بیس برس کا ہوا تو اس کے والدین نے اس کو
تحائف اور خطوط کے ساتھ اس کے ماموں مہاجاپہت کے بادشاہ کے پاس بھیجا
راستہ میں وہ پالمبنگ میں دمار کے ہاں دو ماہ مہمان رہا اور اس کو اس قدر سمجھایا
کہ مسلمان ہونے کے لیئے بالکل طیار ہوگیا لیکن وہ لوگوں سے ڈر کے مارے

کھلم کھلا اقرار کرنے کی جرأت نہ کر سکا اور اس کے لوگ اپنے آبائی مذہب
میں بڑے پکے اور توہم پرستی کے دلدادہ تھے۔ سفر کرتا ہوا ردن رحمت
گریسک میں پہنچا جہاں ایک عرب واعظ اسلام نے جو کہ مولنا جمادی الکبری
کے نام سے مشہور تھا اس کا خیر مقدم کیا اور اسکو مشرقی جاوا کے لیئے اسلام کا
موعودہ پیغامبر سمجھا۔ اور پیشگوئی کی کہ بت پرستی کا استیصال اسکے ہاتھ پر مقدر
ہے اور اس کی سعی بلیغ سے بہت مذہب میں داخل ہونگے۔ مہاجاپہت پر
بادشاہ نے اس کو بڑے احترام سے استقبال کیا اور چمپہ کے شہزادے
عزت سے اس کے ساتھ پیش آئے۔ اگرچہ بادشاہ نے اسلام میں داخل
ہونا مناسب نہ سمجھا لیکن اس نے ردن رحمت کی اس قدر توقیر اور عزت
کی کہ تین ہزار قبائل پر امپل میں اس کو اپنا جانشین بنا دیا جو کہ گریسک سے
ذرا جنوب کی طرف مشرقی ساحل پر واقع ہے اور اس کو اجازت دی کہ وہ اپنے
مذہب پر بڑی آزادی سے عملدرآمد کر سکتا ہے اور اس کو اسلام کی اشاعت کی
بھی کھلے طور پر اجازت دیدی یہاں کچھ مدت کے بعد اس نے اپنے ماتحتوں
میں سے بہتوں کو اسلام کا گرویدہ بنا لیا۔

امپل اب جاوا میں اسلام کا ایک بڑا مرکز تھا اور ولی کی شہرت
دور دور تک پھیل گئی جو کہ بڑی سرگرمی اور مستعدی سے اسلام کی اشاعت
میں منہمک تھا۔ اسوقت کوئی مولنا اسحق امپل آن پہنچے اور اس کے اس
کام میں ممد اور معاون بنے۔ اور انکو پالمبنگ کی سلطنت میں اشاعت اسلام
کے لیئے لگایا گیا جہاں کہ اس نے بادشاہ کی بیٹی کو اچھا کیا جو کہ سخت بیمار
تھی۔ باپ نے اپنے لڑکی جگر کے ٹکڑے کو اسی سے بیاہ دیا اس نے بڑی
اشتیاق سے اسلام کو قبول کیا اور اس کے باپ نے اجازت دی کہ وہ اسے
اسلام کی تعلیم سے بہرہ ور کرے لیکن جب مولنا نے بڑا زور دیا کہ وہ کھلم کھلا
لوگوں کے سامنے مسلمان بن جاوے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس کی

لڑکی اچھی ہوگئی۔ تو وہ مسلمان ہو جاوے گا۔ اس پر بادشاہ نے مولٰنا کو اپنی سلطنت سے بدر کر دیا۔ اور حکم دیا کہ وہ لڑکا جو اس کی بیٹی سے عنقریب پیدا ہوگا قتل کر دیا جاوے۔ لیکن ماں نے اس شیر خوار بچّے کو خفیہ طور سے گریسک میں ایک دولتمند مسلمان بیوہ عورت کے پاس بھیجدیا جس کو اس نے تمام ماں کی مامتا سے پالا اور اس کی تربیت کی یہانتک کہ وہ بارہ برس کا ہوگیا تب اس نے اس لڑکے کو رون رحمت کے سپرد کر دیا۔ اس نے اس لڑکے کے تمام واقعات سُنکر اس کا نام رون پاکو رکھا۔ اور کچھ عرصہ میں اس کو اپنی بیٹی سے بیاہ دیا۔ بعدازاں رون پاکو نے گیری مقام میں ایک مسجد بنائی گریسک کے جنوب مغرب کو جہاں کہ ہزاروں اس کے ہاتھ پر اسلام سے مشرف ہوئے۔ اس کا اتنا اثر اور رُعب تھا کہ رون رحمت کی وفات کے بعد مجاپہت کے بادشاہ نے اس کو گریسک اور امپیل کا عامل بنا دیا۔ اسی اثنا میں کئی ایک مشن گریسک سے جاری ہوچکے تھے۔ رون رحمت کے دو لڑکوں نے شمال مغربی ساحل کے مختلف حصوں پر اپنے آپ کو بسایا اور مذہبی سرگرمی میں بڑی مشہور ہوگئے اور ان حصوں میں انہوں نے بہت سے مذہب اسلام میں داخل بھی کیے۔ رون رحمت نے شیخ خلیفہ حسین نامی ایک مشنری مدورا کے جزیرے میں بھیجا تھا جہاں کہ اس نے ایک مسجد تعمیر کی اور بہتوں کو اپنے دین میں لے آیا۔ مغربی صوبہ جات میں اشاعت اسلام کا کام شیخ نورالدین صاحب کر رہے تھے جو کہ جزائر میں پھرتے پھرتے آخرکار ۱۴۱۲ء میں چری بن کے جزیرہ میں مقیم ہوئے۔ یہاں ایک مبروص عورت تھی اور وہ انکے ہاتھ پر بفضل اللہ صحت پا گئی اس سے انکی شہرت بڑی ترقی کر گئی اور ہزاروں آپکے ساتھ مذہب میں داخل ہوگئے۔ پہلے پہل قرب وجوار کے رؤسا نے اس تحریک کی بڑی مخالفت پر کمر باندھنی چاہی۔ لیکن جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ انکی مخالفت ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی وہ بھی اس نئی موج

کے ساتھ چلتے گئے یہاں تک کہ بہت سے ان میں سے بھی ایمان لے آئے۔

ہم اب آریہ ومار دا لیئے پالمبنگ کی طرف رجوع کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی اولاد کو اسی مذہب میں تربیت دی جس کو وہ علانیہ طور پر مان نہیں سکتا تھا اور جب رون فتح بیس برس کا ہوا تو اس نے اسکو اسکے رضاعی بھائی رون حسین کے ساتھ جو اس سے عمر میں دو برس کم تھا جاوا کو بھیجا اور وہ گریسک میں جا اُترے رون فتح کو جب اپنے حسب نسب اور اصل نسل کا پتہ لگا اور اسے معلوم ہوا کہ کیسے اس کی ماں کے ساتھ بدسلوکی کی گئی تو اس نے رون حسین کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور وہیں رون رحمت کے ساتھ امپل میں رہ پڑا اور رون حسین نے سفر جاری رکھا اور وہ بڑے احترام کے ساتھ مہا جاپہت کے بادشاہ سے استقبال کیا گیا اور اسے ایک ضلع پر افسر بنا دیا گیا اور بعد ازاں وہ فوج کا سپہ سالار ہو گیا اس اثنا میں رون رحمت کی بڑی بیٹی سے رون فتح نے شادی کر لی اور اس نے ایک آبادی قائم کی جس کو بنٹارا کہا جاتا تھا اور قدرتی طور سے وہ بڑی محفوظ جگہ تھی اور قدرت نے اس کی حفاظت اچھی طور سے کی تھی اور یہ گریسک کے مغرب کو دلدلی ملک کے عین وسط میں واقع تھی۔ جونہی کہ مہا جاپہت کے بادشاہ نے یہ نئی آبادی سنی۔ اس نے اسکے بھائی رون حسین کو ان احکام کے ساتھ روانہ کیا کہ اس کو تباہ کر دے ورنہ اس کا مالک اور بانی ہمارے دار الخلافہ میں آوے اور ہماری بیعت کرے۔ رون حسین نے اسے ایسی ترغیب دی کہ وہ ماننے پر آمادہ ہو گیا۔ اور وہ دربار میں حاضر ہوا جہاں کہ اس کی شکل و شباہت بادشاہ کے ساتھ مشابہ پائی گئی۔ اور بڑی عزت سے اس کا خیر مقدم کیا گیا اور اس کو بنٹارا کا حاکم بنایا گیا۔ ابھی تک وہ انتقام لینے اور اپنے آپ کی حکومت تباہ کرنے پر تلا ہوا تھا وہ امپل کو گیا اور اس نے اپنی یہ تمام تدابیر رون رحمت کے پاس بیان کر دیں جس نے

اس کو نصیحت کی اور یاد دلایا کہ اس نے اپنے باپ کے ہاتھ پر سوائے بھلائی اور مہربانی کے کچھ نہیں دیکھا اور صراحت سے بتادیا کہ اسلام ظلم تعدی اور حدود سے تجاوز کرنے کو منع فرماتا ہے رون فتح بنتارا کو واپس گیا جو کہ آبادی اور اہمیت میں ترقی پر تھا۔ اس نے ایک مسجد بنوانی شروع کی جب کہ اسے خبر آئی کہ رون رحمت سخت بیمار ہے وہ جلدی سے امپل کو گیا تاکہ اس شخص کے بستر مرگ پر حاضر ہو جو کہ تمام مسلمانوں کا ایک امام سمجھا جاتا تھا چند دن بعد رحمت مرگیا اور رون فتح اپنی تدابیر کے موافق کام کرنیکے لیئے بالکل آزاد تھا۔ اس نے پہلے مسجد کی تکمیل کی اور پھر بعض مسلمانوں کو اپنی طرف لایا تاکہ وہ مہا جہ پہت کے برخلاف اس کی مدد کریں رون حسین اپنے آقا کے ساتھ وفادار رہا اور اس نے اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ ہونے سے انکار کردیا تب وہ لڑائی شروع ہوئی جو سات دن تک رہی نتیجہ یہ ہوا کہ مہا جہ پہت ہار گیا اور مشرقی جاوا کی ہندو سلطنت مسلمان سلطنت سے بدل گئی کچھ عرصہ بعد رون حسین کا محاصرہ کیا گیا اور وہ ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا گیا جب وہ امپل آیا بڑے احترام سے اس کے بھائی نے اس کا خیر مقدم کیا آہستہ آہستہ مغربی جاوا مسلمان بنایا جارہا تھا ان واعظوں کے ذریعے سے جنہوں نے آب ہوا اور موسموں کی کوئی پروا نہ کی اور نہ ان جسمانی مصائب و تکالیف کی پروا کی جو ان کے راستے پر آجایا کرتے تھے۔ ہر مصیبت انہوں نے اپنے اوپر جھیلی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب تمام کا تمام جزیرہ مسلمان ہے اور جاوا کے لوگ اپنے مذہب کے معاملہ میں بڑے سرگرم ہیں۔ جزیرہ نما ملایا کے اور جزائر میں بھی یہی طریق عمل رہا۔ واقعات کے ہوتے ہوئے میں نہیں دیکھتا کہ کس طرح ایک آدمی واقعات کو توڑ مروڑ کر کیسے مخالف نتائج اخذ کرلیتا ہے۔

مسٹر انگاریکا دھرمپالہ نے ایک نئی دریافت علم السنہ کے متعلق کی ہے اور علم السنہ والے لوگ اس کے اس احسان کے بڑے ممنون ہیں جیسا کہ وہ بتاتا ہے کہ مسلم لیڈروں نے بت پرستوں کے لیئے جو لفظ استعمال کیا ہے وہ

بُت فرس ہے، جسکے معنے ہیں بُت کے پوجاری۔ جو کہ لفظ بُدھ کی دوسری متغیر فارسی شکل ہے"۔ جہانتک مجھے علم ہے مسٹر دھرمپالہ یہاں سخت غلطی کا مرتکب ہوا ہے کیونکہ وہ فارسی عربی سے محض جاہل ہے تاہم وہ عالم کا عالم بنا رہے گا کیوں کہ دنیا اس کو اسکے لغو دعووں اور بیہودہ قیاسوں کے اثبات کیلئے بلائیگی نہیں۔ مَیں نے پہلے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ مسلمان کابل اور فارس سے ہندوستانی بدھوں کے مقابلہ میں کبھی نہیں آئے۔ مسلمانوں کا اگر کوئی حملہ اِن پر اثر ڈال سکتا ہے تو وہ صرف محمد بن قاسم کا حملہ ہے جو بمعہ اپنے ساتھیوں کے عرب کے باشندہ تھے۔ اور عرب لوگ کیسے بُت پرست کا لفظ استعمال کر سکتے تھے یہ ایک معما ہے جو کہ مہا بدھی کے لائق فائق ایڈیٹر سے حل ہونے کے قابل ہے بُت پرست فارسی لفظ ہے اور عرب اس کو استعمال نہیں کر سکتے۔ وہ خالص عرب سمجھا ہی نہیں جاتا جو کہ اپنی خالص وطنی زبان کے علاوہ دیگر الفاظ اجنبی کو استعمال کرتا ہے۔ بت کے لیئے صنم اور وثن لفظ ہیں اور پوجاری کے لیئے عبد۔ پس انہیں لکھنا چاہیئے تھا عبدۃ الاصنام یا عبدۃ الاوثان۔ پھر فارسی لفظ بُت پرست ہے نہ کہ بُت فرس مسٹر دھرمپالہ کو مؤخر الذکر لفظ عربی یا فارسی کی کسی لغت کی کتاب میں نہیں ملے گا۔

پھر مَیں فاضل ایڈیٹر سے پوچھتا ہوں کیا حرج ہے اگر ہم جھوٹ کو جھوٹ کہیں۔ یہ امر واقعہ ہے جو مجھے یقین ہے کہ وہ بھی اس سے انکار کی گنجائش نہیں رکھتا کہ اس زمانہ کے سندھ کے لوگ اور اب کے بدھ ممالک کے باشندے بدھ کی تصاویر اور تماثیل کی پرستش کرتے تھے اور کرتے ہیں جو تماثیل، احجار اور اشجار کی پوجا کرتا ہے وہ ایک مسلمان کی نگاہ میں بُت پرست ہے اس معنے کے لحاظ سے بدھ لوگ بدھ کے پوجاری ہیں لہٰذا وہ ایک بت پرست قوم ہے کیوں اس کو یہ بُرا لگتا ہے؟

مسٹر دھرمپالہ اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہے کہ اس وقت کے مسلمانوں نے کہاں لکھا

کو ملاحظہ کریں جو انکے اپنے ممالک میں انکی حالت ہے وہ کہتا ہے "انکی حکومت مطلق
العنان ہے اور توحید سے یہ بات مترشح ہوتی ہے" اگر شکسپیر زندہ ہوتا وہ اپنی
بیان کی سچائی کی ایک اور مثال دیکھ لیتا جبکہ وہ انسان کے اندرونی جذبات کا
خاکہ کھینچتا ہوا لکھتا ہے کہ "مذہبی تعصب آنکھوں سے نہیں دیکھا کرتا ......
اسی لیئے محبت کا دیوتا انہوں نے تصویروں میں اندھا دکھایا ہے" ہمارے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حبك الشئ یعمی
ویصم یعنی - - - - - - - - -
... کسی چیز کی محبت انسان کو بہرہ اور اندھا کر دیتی ہے جیساکہ دھرمپالہ
کو بدھ مذہب کی محبت نے دیگر مذاہب کے محاسن اور خوبیوں سے اندھا اور بہرہ
کر دیا ہے۔ مذہبی تنفر نے اس کو ایسا اندھا کر دیا ہے کہ اس کے نزدیک واقعات
واقعات ہی نہیں رہے۔ دوسرے کی آنکھ کا تنکا دیکھنا کیسے ہی آسان ہے
اس کی بدھ اور بدھ مت کے متعلق کیا رائے ہے میں اس سے یہ
سوال استفسار کرتا ہوں اور اسکا جواب دیتے ہوئے وہ مندرجہ ذیل ممالک
اور انکے باشندوں کی سوشل اور پولیٹیکل حالت کو مدنظر رکھے۔ چین۔ سیام
شان کی ریاستیں۔ منگولیا۔ منچوریا۔ کوریا۔ برہما کے لوگ اور شان کے باشندے۔
میں اس کے اپنے بیانات کی طرف اس کی توجہ دلاتا ہوں جو اس نے بدھوں کی
خاطر اپنی اخبار کی اسی اشاعت میں بیان فرمائے ہیں "بدھ کا بڑا مذہب جو کہ
ہمدردی کی اعلیٰ روح پھونکتا اور اپنے آپکو دوسروں کی بھلائی کے لیئے قربان
کر دینا سکھاتا ہے ....
.... وہ مذہب جو کہ بڑا زور دیتا ہے اور تمام عطایا میں سب سے
بڑا عطیہ دھرم کے عطیہ کو قرار دیتا ہے اب وہ خود غرضوں کی جائے پناہ بنا
ہوا ہے آجکل بدھ مت اپنے بڑے مستعد اور جان نثار کام کرنے والوں کی
قلت اور کمی سے سخت تر نقصان اٹھا رہا ہے بہ نسبت کسی اور مذہب کے۔

مشنری روح بدھ زم سے مفقود ہو چکی ہے۔ بہت سے معلم سخت سست الوجود ہیں اُنکی پُرانی امثلہ میں جو بہادری اور ہمدردی پائی جاتی تھی اس کی روح اُنکے پاس سے جاتی رہی ہے بدھ ممالک کے معلم سُستی اور کسل میں کمال رکھتے ہیں؟

ایڈیٹر اطلاع دیتا ہے کہ امریکن لوگ ۱۸۹۳ء میں مذاہب کی پارلیمنٹ میں بمقام شکاگو جمع ہوئے۔ اور انہوں نے اسلام کے وکیل پر استہزار اور ہنسی کی جب اس نے تعدد ازواج کی خوبیوں پر بولنے کی کوشش کی۔ اور پھر جلدی سے خود نتیجہ نکالتا ہے کہ اسلام مہذب لوگوں کے مناسب نہیں ہے۔ ہاں وہ اسلام کے وکیل پر ہنسے لیکن اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ اسلام مہذب ممالک کے لوگوں کے لئے مناسب حال نہیں۔ تم کہتے ہو کہ اسلام پر ہنسی ہوئی۔ ہاں اور بدھ پر ہنسی ہوئی اگر مجھے ٹھیک یاد ہے نہیں نہیں۔ بلکہ اس کے معتقد اس سے زیادہ بدنامی اور تشہیر میں مبتلا ہوئے۔ میں اسے بتلاتا ہوں کہ سرور کائنات پر ہنسی کیگئی اُنکی زندگی لینے کے لئے بھی بہت سی کوشش اور سعی کی گئی۔ ایسا ہی سلوک فریسیوں نے یسوع کے ساتھ کیا۔ شکاگو کی مذہبی پارلیمنٹ کی یہ دایمی بدبختی ہے کہ اس میں اتنی بھی بردباری اور تحمل اور برداشت نہ ہوئی کہ وہ مسلمان وکیل کی وجوہات اور دلائل کو سُنتے۔ ہم ڈنکے کی چوٹ اور زور سے کہتے ہیں کہ اسلام تعدد ازواج کے مسئلے کی اجازت دیتا ہے اور دنیا جو چاہے کہے اسکا اختیار ہے بہت سی شریف آوازیں عوام الناس کے شوروغل میں غرق ہو جاتی ہیں۔ وہ غلام ہیں جو نفرت۔ گالی اور عار کو حق کے لئے نہیں اُٹھا سکتے۔ اور وہ غلام ہیں جو سچائی کو خاموشی سے ٹال دیتے ہیں اور اس سچائی سے پیچھے ہٹتے ہیں جس کو وہ سہل تر سمجھے ہوئے ہیں۔ وہ قیدی اور غلام ہیں جو کثرت اور قلت کی پروا کرتے ہیں۔ اور قلیل جماعت کے ساتھ نہیں ہوتے اگرچہ اس کے ساتھ ہی حق ہے۔ خدا کی کتاب کیسی ہی سچی ہے اور کیا ہی خوب فرماتی ہے۔ وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ* اگر تو زمین کے بہت سے

* انعام ۱۴

لوگوں کی اتباع کرے گا تو تجھکو وہ اللہ کی راہ سے گمراہ کر دینگے اخیر میں میں پھر ایڈیٹر سے استفسار کرتا ہوں کہ اسلام کے مقابلہ میں ہمیں بدھ مذہب کیا دیتا ہے کیا وہ دہریت نہیں دیتا ؟ اس کے سوا وہ کس بات کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ زندگی کی حقارت اور پیسیمزم کے متعلق کیا کہتا ہے جو کہ بدھ مت کے بڑے جزو ہیں بُدھ صراحت سے خودکشی کی رغبت دیتا ہے جو کہ ہر ملک کی تمدنی زندگی کی سب سے بُری حالت ہے۔ قاری کو چاہیئے کہ مندرجہ ذیل کہانی غور سے پڑھے جو سمیوٹا ناکیا جلد اول۔ گھی اور نیز دھامپدہ میں ہے۔

"جب معزز گوڈ ہیکا نے اپنی ایک رگ کھولنے سے خودکُشی کی تو اس کے شاگردوں نے دھوئیں کا ایک سیاہ بادل اسکی لاش کے اردگرد تمام اطراف پر پھرتے دیکھا۔ وہ بدھ سے پوچھتے ہیں کہ اس دھوئیں کا کیا مطلب ہے۔ بدھ کہتا ہے کہ وہ شریر مارا ہے۔ اے شاگردو وہ شریف گوڈ ہیکا کی ہوش کو تلاش کر رہا ہے۔ شریف گوڈ ہیکا کی ہوش نے کہاں جگہ پائی ہے لیکن شریف گوڈ ہیکا نروان میں داخل ہو گیا ہے اس کے ہوش و حواس کہیں بھی نہیں ہیں"۔ اخلاق کی بنیاد ہل جاتی ہے جب ہمیں کہا جاتا ہے کہ مسئلہ تناسخ یا اواگون کو مان لو تمام کوشش کی جڑھ میں پانی پڑ جاتا ہے جب کہا جاتا ہے کہ دنیا محض دھوکا ہے۔ لیکن بدھ مت کی یہی تعالیم ہیں میرے بدھ مت دوست مجھے ایسی باتیں بتائیں میں کبھی نہیں ماننے کا کہ خدا نے یہ تمام سلسلہ سبب اور مسببات کا بیہودہ بنایا ہے اور اس کا کوئی نتیجہ نہیں۔ جب ہم دنیا میں دیکھتے ہیں۔ کہ ہر شئے اپنا نتیجہ رکھتی ہے تو کیا اتنا بڑا کارخانہ بغیر کسی نتیجہ کے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لو اردنا ان نتخذ لھوا لا تخذ ناہ من لدنا ان کنا فاعلین (انبیاء)

اگر ہم چاہتے کہ اس کارخانہ دنیا کو بغیر کسی نتیجہ خیز سبب کے بناتے تو ہم اپنی طرف سے بنا سکتے تھے۔ ہم ایسا نہیں کیا کرتے۔ بلکہ حق کے ساتھ باطل کا بھیجا کچل دیا کرتے ہیں۔ پس باطل بھاگ جاتا ہے اور ولکم الویل مما تصفون۔ اور

تمہارے لئے ہلاکت ہے جو تم ایسی ایسی باتیں بیان کرتے ہو۔

بد اخلاقی کی کوئی حد و نہایت رہتی ہی نہیں جب بدھ مذہب کے اصول کو مان لیا جاوے چنانچہ ایسا ہی ہندوستان میں واقع ہوا جبکہ بارہ لمبی تاریک صدیوں میں بد اخلاقی اور گندگی اپنے کمال کو پہنچی ہوئی تھی جبکہ ہندوستان بارہ صدیوں کی لمبی تیرو تاریک رات کی سخت ظلمت اور اندھیرے کے نیچے تھا۔ قویٰ بہیمیہ کو بڑا اکھلا شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا گیا تھا جبکہ سادھو مرد اور سادھو عورتیں پاکدامنی عفت اور تجرد کی قسمیں کھاتے تھے اور باہم خلط ملط کرتے تھے اور اپنے قویٰ بہیمیہ حیوانیہ کی مہار آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ ان کی ڈراؤنی تصویر ابھی تک وام مارگی مندروں میں پائی جاتی ہے۔

بدھوں کے نزدیک ہستی مصیبت ہے۔ ہستی کا سرچشمہ پانے کے ناقابل ہو کر یہ عجیب بات ہے کہ بدھ مصیبت کا سبب چشمہ اور علاج پانے کے قابل ہو گیا۔

پیشتر اس کے کہ میں اس مضمون کو ختم کروں میں اپنا فرض خیال کرتا ہوں کہ قابل ایڈیٹر کو بتلاؤں کہ وہ ملک جو کہ یوسف زئی کے پاس ہے اور وہ ملک جو کہ پشاور اور جلال آباد کے مابین واقع ہے یونانی اور ہندوستانی یادگاروں سے پُر ہے۔ اگر خود ایڈیٹر ان مقاموں میں جا کر تحقیقات کرنے سے قاصر ہے تو اسے صرف یہی تکلیف گوارا کر لینی چاہیئے کہ وہ مہربانی کر کے ارکیالوجیکل سرویرز اور دوسرے علمار کی رپورٹیں پڑھے جو کہ وہاں پہنچے ہیں۔ اور قدیمی جگہوں کی انہوں نے پڑتال کی ہے۔ پشاور کے قریب شاہ باز گڑھی کے کھنڈرات دیکھے جا سکتے ہیں اور اشوک کے چٹانی اشتہارات ابھی تک ایسے ہی تازہ ہیں جیسا کہ گویا ابھی یونانی یا ہندوستانی معمار کے ہاتھ سے نکلے ہیں بدھ کے کروڑوں چٹانی بت ابھی اس زمانے میں ان جگہوں سے لاہور کے عجائب گھر میں رکھے گئے ہیں۔ نیز

حال ہی میں تباہ شدہ سٹوپا کی قدیم جگہ کھودی گئی اور بُدھ کی ہڈیوں کو نکال کر برہما بھیجا گیا اور ابھی تک بہت سے بُت پائے جاتے ہیں۔ اور یہ تمام یادگاریں خالص اسلامی ملک میں پائی جاتی ہیں۔

ہندوستان کا وہ حصہ مسلمان حملہ آوروں کی زد کے نیچے بہت رہا ہے اور تمام مسلمان حملہ آور اسی راہ سے ہندوستان میں آئے ہیں۔ مَیں جاپانیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو کبھی بھی عبادت گاہوں کی تباہی اور مسمار کرنیکا حکم نہیں دیتا خواہ وہ کسی ہی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ نہیں نہیں بلکہ وہ صریح اور قطعی الدلالۃ آیات میں کھلے طور سے لکھا ہوا پاوینگے کہ عبادتگاہوں کا انہدام جہاں خدا کا بہت ذکر کیا جاتا ہے خدا کی نگاہ میں ایک سخت مکروہ کام ہے اور خدا ہمیں حکم دیتا ہے کہ ایسے مقامات کی حفاظت کے ذرائع بہم پہنچائے جائیں جہاں کہ خدا کا ذکر ہوتا ہے خواہ وہ کسی ہی مذہب کے ہوں۔

درحقیقت اگر کوئی شخص اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اسے اب کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اور مذاہب کے عبادت گاہوں میں جایا کرے۔ اسے صرف مسجد میں حاضر ہونا چاہیئے۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ اس طریق عمل سے اسلامی مساجد کے علاوہ اور مذاہب کے عبادت خانوں سے مسلمانوں کی بے تعلقی کا دائرہ زیادہ تر وسیع ہوگیا۔ ملک فارس اسلام سے مشرف ہوگیا اس میں شک نہیں کہ پارسیوں نے اپنے آبائی عبادتگاہوں میں جانا ترک کردیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمانے اور آب و ہوا کے مہلک اثرات نے آہستہ آہستہ ان عمدہ مکانات کو تباہ کردیا۔ لاریب ایک شخص مسلمانوں پر اعتراض کرسکتا ہے کہ انہوں نے ان قدیمی یادگاروں کی کیوں حفاظت نہ کی۔ ہاں بعض اوقات انہوں نے ایسا بھی کیا ہے لیکن مَیں اس امر پر کوئی خاص زور نہیں دیتا۔ میرے لیئے یہ کہنا کافی ہے کہ مسلمان اُن تمام الزامات سے پاک اور بری ہیں جو ان کے ذمہ تھوپے جاتے ہیں۔

مَیں وَنڈلزم کے متعلق ایک لفظ لکھتا ہوں اور مَیں اس مضمون کو اب

ختم کرتا ہوں ونڈل ایک لاطینی لفظ ہے جس کے معنے غالباً آوارہ گرد کے ہیں
قدیمی تاریخ میں ونڈل ٹیوٹانک قوم کے لوگ تھے جو کہ بالٹک کے جنوبی ساحل
پر بستے تھے وہ شمالی اقوام میں سے سب سے زیادہ تند اور بہت وحشی تھے جنہوں نے
پانچویں صدی میں روم لوٹا اور وہ علم ادب اور فن عمارت کے تباہ کرنے میں بڑے
بدنام تھے مسٹر دھرم پالہ مسلمانوں کو محض بلاوجہ اس لیئے ونڈل کہتا ہے کہ وہ دوسروں
کے خیالات کے دکھانے کی پروا نہ کر کے تباہی کا کام جاری رکھتے ہیں لیکن
میں اپنے دوست سے عرض پرداز ہوں کہ وہ اس مضمون میں ذرا گہری نظر کرے
کیا یہ ونڈلزم نہیں ہے کہ اُن تمام عمارتوں میں سے ایک اعلیٰ عمارت کو جو کبھی کسی
انسانی ہاتھ نے دنیا میں قائم کی ہے تباہ کرنے کی کوشش کی جاوے یعنی
وہ جو اسلام کی تباہی کا خواہاں ہے کیا وہ ونڈل نہیں ہے میں نے اسلام کا قائم
ہونا انسانی ہاتھ سے اس لیئے کہا ہے کہ میں اپنے بدھ دوست کو ایسا آزاد خیال
نہیں مانتا کہ وہ اس کو دین الٰہی سمجھتا ہو میں نے اس کے زعم کا خاکہ کھینچا ہے اگرچہ وہ
اسے خدا کا قائم کردہ سلسلہ نہیں مانتا مگر وہ انکار نہیں کر سکتا کہ اسلام کروڑوں
کے لیئے اطمینان اور تسلی کا موجب ہوا ہے اور ہزاروں نے اس کے نیچے آ کر آشتی
اور صلح اور سلامتی پائی ہے اور تیرہ سو طویل برسوں سے اس میں کروڑوں تک
انسان داخل ہوئے ہیں۔ مسٹر دھرمپالہ کی یہ کوشش کہ اسلام کے نقائص بیان
کیئے جاویں اور اس کی خوبیوں اور محاسن کو بالکل نظر انداز کیا جاوے۔ یہ مذہبی
تعصب معلوم ہوتا ہے کہ جس کی مثال کینہ ورز تنقید کی تاریخ میں بالکل مفقود ہے
کیا اسے خدا کی توحید کا اعلیٰ عقیدہ بھی اسلام سے پسند نہ آیا۔ خدا کی توحید
اس کے صفات کاملہ اور اعلیٰ درجہ کی ربوبیت اور اخوت انسانی یہی اعلیٰ درجہ
کے مضامین ہیں جن کو قرآن شریف بار بار مختلف پیرایوں میں بیان کرنے سے تھکتا
نہیں اُسے بڑا فخر ہے بدھ کی ترک دنیا پر لیکن وہ اس سے بڑی ترک اسلام میں
پا سکتا ہے جو اسلام ہر ایک سے چاہتا ہے اسلام کے معنے ہیں اپنی مرضی کو خدا

کی مرضی پر چھوڑ دینا۔ اور مسلمان وہ ہے جو اپنے تئیں خدا کی مرضی پر چھوڑ دیتا ہے قرآن شریف صاف طور سے فرماتا ہے۔ قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین۔ کہدے میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کو انکی ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف لیجاتا ہے۔ کیا اس سے بڑی اور بہتر ترک ہو سکتی ہے۔ مذہب اسلام میں ایک مسلمان کی جان و مال خدا کے ہیں۔ کیا ایک بُدھ کی ترک اس ترک سے بڑھکر ہے مجھے کوئی کیسے بُدھ کی ترک کا یقین دلا سکتا ہے۔ جب میں اس کو دیکھتا ہوں کہ باوجودیکہ اس نے موت پر فتح حاصل کر لی ہے پھر بھی موت کا شکار ہو گیا یسوع مسیح کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے بھی موت پر فتح پائی لیکن موت ایک امر واقعی ہے۔ اس سے کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ اسی لئے یسوع کو بھی مرنا پڑا۔ مسیحی مرتے ہیں۔ ہادم اللذات ہمیشہ تازہ موجود ہے۔ بدھ نے بڑا زور دیا کہ ..... گوشت نہ کھایا جاوے اور حیوانات کی حفاظت کا حکم دیا لیکن بدھ کی اپنی موت سوئر کے زیادہ گوشت کھانے سے واقع ہوئی جو کہ اس کے مخلص مرید نے اس کے آگے رکھا تھا اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم قرآن کریم فرماتا ہے کہ کیا لوگوں کو حکم کرتے ہو نیکی کا اور اپنے آپ کو بھلا دیتے ہو۔ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ یہ اللہ کو بہت ناراض کرنیوالی بات ہے کہ وہ بات کہو جو تم خود نہیں کرتے یہ اسی کتاب مبارک کا سنہری قاعدہ ہے جو ہر مسلمان کے لئے ہدایت کا کام دیتی ہے ؎

جمال و حُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے	قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
اسکے مُنکر جو بات سے کہتے ہیں	یونہی اک واہیات کہتے ہیں
بات جب ہو کہ میرے پاس آویں	میرے مُنہ پر وہ بات کہ جاویں
مجھ سے اُس دلستاں کا حال سنیں	مجھ سے وہ صورت و جمال سُنیں
آنکھ پھوٹی تو خیر کان سہی	نہ سہی یونہی امتحان سہی

اپنے مذہبی جوش میں اندھا ہو کر بمصداق حبك الشي يعمي و يصم وہ مسلمانوں کے جذبات اور خیالات کے دُکھانے کی پروا نہیں کرتا اور ان کے عندیات کو اس نے سخت زخمی اور مجروح کیا ہے اور انکی ہر بات کو قابل جرح قرار دیا ہے۔ ایک راستباز انسان سچائی کا محب ایسا طریق اختیار کرنے سے مضائقہ کرتا ہے۔ بدھ لوگ اپنی بڑی ترک دنیا پر بڑا ناز کرتے ہیں لیکن اسلام میں وہ اس سے بڑا ترک حاصل کر سکتے ہیں بدھ مت کا یہ اصل اصول ہے کہ ادنی حیوانات کی اعلیٰ کے مقابلے میں حفاظت کی جاوے لیکن میں شک میں ہوں کہ آیا تمام بدھ مذہب کی تعلیم میں اسلام کی اخوت انسانی کے مقابل میں کوئی قولی یا فعلی تعلیم بھی مل سکتی ہے۔ بڑا اسلامی ترک اس انانیت اور نفسانیت پر موت وارد کرتا ہے اور موتوا قبل ان تموتوا کا مزا چکھاتا ہے جس کو ایک بدھ مت کا انسان بے ہودہ طور سے اپنے ماتحت کرنیکی کوشش کرتا ہے۔

ہم اسلام پر مسیحیوں اور آریہ صاحبان کے سخت حملے سننے کے عادی تھے اور ہم نے یہ کبھی خیال بھی نہیں کیا تھا کہ بدھ کے متبعین بھی اسلام کے برخلاف ایسے سخت تلخ خیالات رکھتے ہیں جو کہ مسیحیوں اور آریوں کی طرح ہی سخت ہیں۔ بدھ اخبار کا یہ مضمون ایک غیر مترقبہ مضمون معلوم ہوتا ہے اور پہلی دفعہ ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ بدھوں میں بھی ایسے انسان پائے جاتے ہیں جو کہ اسلام کے ایسے ہی سخت مخالف اور دشمن ہیں جیسا کہ پنڈت دیانند اور حضرت مسیحؑ کے ماننے والے۔ تاہم ہم امید کرتے ہیں کہ مسٹر دھرمپال جیسے آدمی بہت ہی کم ہونگے جو گوتم بدھ کی پیروی کا دم بھرتے ہیں جس کے متعلق ہم کو قرآن شریف ارشاد فرماتا ہے کہ ہم اس کی بڑے نبی کے طور پر عزت و توقیر کریں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے نبیوں کی عزت کرنے کا حکم ہے۔

صلی اللہ علیہم و علی نبینا بالخصوص وسلم اجمعین
و اٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین (محمد دین)

اُسوۂ حسنہ

یا زندہ اور کامل نبی اس لیکچر کا عنوان ہے جو جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے ایل ایل بی وکیل چیف کورٹ پنجاب نے ۵۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ء کو ایم۔اے او کالج علیگڈھ کے طلبار کے سامنے دیا اور اب اسی نام کی کتاب کی صورت میں یہ لیکچر اُردو دان پبلک کے سامنے پیش ہوا ہے۔ اس کتاب میں فاضل لیکچرار نے جس کے لیکچر ہندوستان میں اور بالخصوص اہل اسلام میں اعلیٰ درجہ کی قبولیت کا امتیاز حاصل کر چکے ہیں۔ یہ دکھایا ہے کہ ہر انسان جو ایک متمدن اور با اخلاق انسان بننا چاہتا ہے ایک نمونہ کا محتاج ہے اور کہ یہ نمونہ جہاں ہر ملک اور ہر قوم کے راستبازوں میں ایک حد تک پایا جاتا رہا ہے .... اتم اور اکمل طور پر صرف حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں ہی ملتا ہے اور اسی ایک انسان کیلئے وہ اسباب بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیئے کہ اس کے تمام حالات آجتک محفوظ چلے آتے ہیں۔ مذاہب کے جنگ یا تقابلہ مذاہب میں ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے مذہب کی فضیلت اسی میں سمجھ رکھی ہے کہ دوسرے مذاہب کے مقدس لوگوں کو بُرے الفاظ سے یاد کیا جاوے اور انکے ہر ایک قول اور فعل کو ایک برے رنگ میں پیش کیا جاوے "اسوہ حسنہ" یہ اعلیٰ درجہ کا اخلاقی سبق سکھاتی ہے کہ سچی بزرگی اور فضیلت وہی ہے جو دوسروں کی فضیلت کو مان کر بھی قائم رہ سکے۔ شاید دوسرے بزرگوں کو بُرا کہنے کے لیئے یہ امر بھی بعض وقت ایسے حامیان مذاہب کے دلوں میں محرک ہوا ہو کہ ایک خاص شخص کی بزرگی جس کو وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے کہ دوسروں کی کسی فضیلت کو تسلیم نہ کیا جائے بلکہ انکی خوبیوں کو بھی بُری رنگ میں پیش کیا جاوے تا مقابلہ میں ایک معمولی درجہ کی خوبی بڑی معلوم ہو مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت جو آپ کو کل بنی نوع انسان پر حاصل ہے۔ ایسی جامع فضیلت ہے۔ جو ایسے امور کے محتاج نہیں ہاں یہ کوئی ایسا ستارہ نہیں جسکی دھیمی روشنی تاریکی میں ہی ظاہر ہو سکے بلکہ اس آفتاب عالمتاب کی چمکدار شعاعیں ہر ایک روشنی پر غالب آکر یہ ثابت کر رہی ہیں کہ روشنی تو ہر جگہ ہے مگر اس چشمہ نور کے سامنے

دوسری روشنیاں بھی ماند پڑ جاتی ہیں۔ اسی لیئے ایک مسلمان کے لیئے یہ ضروری قرار دیا گیا کہ وہ ایک نبی اور ایک کتاب پر نہیں بلکہ سارے نبیوں اور ساری کتابوں پر ایمان لائے کیونکہ دوسروں کی خوبی مان لینے سے وہ اس خطرہ میں نہیں کہ اپنے نبی یا اپنی کتاب کی عزت اس کے دل میں کم ہو جائے بلکہ آنحضرتؐ کو سب انبیاء پر اور قرآن کریم کو سب کتب پر ایسی نمایاں فضیلت حاصل ہے۔ اور دوسروں کی خوبیاں ان میں ایسے اکمل اور اتم وجہ پر موجود ہیں کہ ان کو مان لینے سے اس نبی اور اس پاک کتاب کی روشنی اور بھی چمک اٹھتی ہے۔ اس زرین اصول کی بنا پر یہ کتاب لکھی گئی ہے اور اس کے یہ فقرات مجھے ایسے پیارے معلوم ہوئے ہیں کہ میں ان کو نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ "دنیا میں جسقدر نبی رسول رشی اوتار رہنما ہو کر آئے وہ کسی نہ کسی ملک میں ہمارے لیئے اخلاق اور سیرت کا اعلیٰ نمونہ چھوڑ گئے .... اور چونکہ وہ سب کے سب خدا کے ہاتھ سے پاک صاف کیئے گئے تھے۔ خواہ وہ جناب عیسیٰؑ کی شکل میں تھے یا حضرت موسیٰؑ کے لباس میں۔ خواہ اُن کا نام سری مہاراج رامچندر جی تھا یا سری کرشن بھگوان وہ ضرور متصف باخلاق ستودہ تھے۔ انکی مقدس زندگیاں اُس وقت بھی اور آج بھی اہل دنیا کے لیئے نیک مثال اور ان کے کارنامے انسان کیلیئے بہترین نمونہ ہیں ..... مگر جس امر نے مجھ پر قرآن کریم کا یہ دعویٰ متحقق کر دیا ہے کہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہی اتباع عالم کے لیئے من کل الوجوہ کامل نمونہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین میں اور دنیا کے تمام رشی منی اور راستبازوں میں سے آپ کی مطہر زندگی میں وہ تمام حالات مختلف پیدا ہو گئے جن کے ماتحت آپ کو کل اخلاق فاضلہ کے اظہار کا موقع ملا۔"

یہ مَیں نے صرف ایک پیرے کے چند فقرات نقل کیئے ہیں مگر یہ قابل قدر کتاب اس قابل ہے کہ جملہ طالبان حق اس کے ایک ایک فقرہ کو کئی بار پڑھیں۔ ایک اور خصوصیت جو فاضل مصنف نے اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں دکھائی ہے علمی دنیا کیلیئے قابل توجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جہاں دوسرے رہبران انسان کے کمالات کو کسی قدر اس زمانہ اور ملک کے جس میں وہ پیدا ہوئے قدرتی حالات سے تعلق ہے۔ اور اس قسم کے اسباب انکے کمالات میں ایک حد تک معاون ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل کمالات کا ظہور ایسے ملک اور زمانہ میں

ہوا کہ وہ حالات بالکل انکے مخالف پڑے ہوئے تھے۔ فاضل مصنف نے اپنا یہ دعویٰ نہایت صفائی سے ثابت کیا ہے۔ اور یہ دکھایا ہے کہ کس طرح پر صرف عرب ہی نہیں بلکہ ساری دنیا سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت وہ اعلیٰ درجہ کی خوبیاں گم ہو چکی تھیں جو آپ نے از سرِ نو دنیا میں قائم کیں اور ہر قسم کی آلائشوں سے ایسی پاک کر کے قائم کیں کہ جس کی نظیر دنیا میں اور کہیں ہمیں نہیں ملتی۔ اس خیال کو فاضل مصنف نے مسئلہ ارتقا کے ماننے والوں کے سامنے ایک زبردست دعوے کے رنگ میں پیش کیا ہے۔

"مسئلہ ارتقا یعنی تھیوری آف ایوولیوشن کے دلدادوں کے لیئے یہ امر واقعی غور طلب ہے کہ جب انکے نزدیک دنیا کی رفتارِ ترقی میں ہر ایک نیا مرحلہ موجودہ حالات میں سے ہی پیدا ہوا کرتا ہے اور نئی تحریکیں علی العموم انہی خیالات کا عکس ہوا کرتی ہیں جو پہلے سے چاروں طرف مستعد طبائع میں پیدا ہو چکے ہوں تو ساتویں صدی عیسوی کا وہ تاریک زمانہ جس نے ہر طرف فطرت انسانی کو پستی کی تہ میں پہنچا دیا تھا وہ عرب جیسی تاریک ترین سرزمین میں کمال انسانی کی معراج پر پرواز کرنے والی فطرت کس طرح پیدا کر سکتا تھا؟"

یہ اعجاز نہ صرف ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی نظر آتا ہے بلکہ خود قرآن کریم میں بھی یہ اعجاز ہے۔ اس زمانہ کا عرب کا لٹریچر دیکھو اور پڑھو اور پھر دوسری طرف قرآن کریم کو پڑھو۔ تو قرآن کریم کے اعجاز کے آگے اور اس کے منجانب اللہ ہونے کے آگے سر جھکانا پڑتا ہے کیونکہ اس ساری لٹریچر میں جو اس وقت مروج تھا اور قرآن کریم میں زمین و آسمان کا فرق دکھائی دیتا ہے۔ یہ امر بہت وضاحت سے بیان کرنے کے قابل ہے جسکی اس ریویو میں گنجائش نہیں مگر ایک اور مثال اسی کی ہم اس اپنے زمانہ میں دیکھتے ہیں۔ فاضل مصنف نے سوامی دیانند بانی آریہ سماج کا تذکرہ اس ضمن میں کر کے یہ دکھایا ہے کہ سوامی جی نے کس طرح زمانہ کی نبض شناسی سے کام لیکر اصلاح کا وہ راستہ تجویز کیا جس پر ملک کے تعلیم یافتوں کا ایک حصہ پہلے سے قدم مار رہا تھا۔ برعکس اس کے جب ہم ایک خدا کے مامور کو اس زمانہ میں دیکھتے ہیں یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی سلسلہ احمدیہ تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا سے الہام پانیوالے ایک الگ ہی راہ پر قدم مارتے ہیں آپنے دنیا

میں وہ بات پیش کی جسے ساری دنیا کھو چکی تھی یا بھول چکی تھی یعنی یہ کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں سے اب بھی ہمکلام ہوتا ہے جیسا کہ پہلے ہوتا تھا۔ ایسے وقت میں خود اس امر کا پیش کرنا ہی اس کے اس دعوےٰ کا کافی ثبوت ہے کہ وہ خدا سے ہمکلام ہوتا تھا۔

"اسوہ حسنہ" نہایت ہی عمدہ سفید چکنے کاغذ پر چھپی ہوئی کتاب اپنی ظاہری حیثیت میں بھی قابل قدر ہے۔ ۸/ قیمت پر مصنف سے مل سکتی ہے۔

ماہوار رپورٹ صدر انجمن احمدیہ

اس ماہ میں زیادہ امور رپورٹ میں پیش ہونے والے نہیں ہیں۔ ہر دو مدرسے بند ہیں عمارت بورڈنگ ہوس کے بقیہ کام میں سے فرش لپائیاں سفیدی برآمدہ وغیرہ اخیر ستمبر سے پہلے پہلے ختم ہو جاوینگے۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ عظیم الشان عمارت اس جنگل میں کھڑی ہوگئی ہے۔ ان تمام احباب کا شکر ہے جنہوں نے چندہ کی فراہمی میں سرتوڑ کوششیں کی ہیں اور یہ بھی عرض ہے کہ ابھی یہ کوششیں جاری رکھنی ضروری ہیں۔ تاکہ بقیہ کام جس پر قریب دو ہزار کا خرچ ہونیوالا ہے پورا ہو جاوے اس کے علاوہ ابھی ڈیوڑھی پر اوپر کی منزل بھی قریباً اسی قدر یا اس سے کچھ زیادہ خرچ چاہتی ہے۔

نئے بجٹ کے انجمنوں میں بھیجنے میں اس دفعہ بعض مشکلات کی وجہ سے غیر معمولی توقف ہو گیا ہے۔ امید ہے اس رسالہ کے نکلنے تک سب احباب کے ہاتھ میں پہنچ چکا ہوگا

خصوصیت سے میں احباب کو دو امور کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اول چندہ لنگر خانہ کی طرف اور دوسرے عید فنڈ کی طرف۔ لنگر خانہ کے چندہ کیلئے اگر کافی توجہ معمولی ماہوار چندوں میں نہ ہوئی تو پھر خاص چندہ غیر معمولی طور پر اس قرضہ کو دور کرنیکے لیئے ضروری ہوگا جس کے نیچے اس وقت لنگر خانہ کا فنڈ ہے۔ افسوس ہے کہ دو پیسے روپے والی تحریک پر کافی توجہ انجمنوں نے نہ کی ورنہ ان تمام دقتوں کا انشاء اللہ تعالےٰ خاتمہ ہو جاتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے چندہ کے متعلق ایک اشتہار کی تجویز فرمائی ہے جو عنقریب شائع ہو کر احباب کی خدمتیں پہنچیگا۔ دوسرا امر قابل توجہ عید فنڈ کا چندہ ہے۔ جس کے لیئے احباب سے التجا ہے کہ